یادگار شرر

از تصانیف منشی محمد ارتضا علی صاحب شرر کاکوروی تلمیذ

نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی
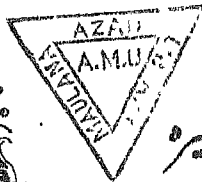
مترجم

مضامین انگلیسن وغیرہ

مؤلف

ارمغان اودھ

مصنف

ارمغان احباب وغیرہ وغیرہ

مطبع شام اودھ واقع پل جھاؤلال لکھنؤ چھپا

بنام نامی

قدردان شعر و سخن جوہر شناس علم و فن [illegible]

نواب محمد مزمل اللہ خان صاحب بہادر تعلقہ دار

بھیکن پور ضلع علی گڈھ ممالک مغربی و شمالی

خادم قدیم

نے

باظہار عقیدت و احسانمندی اس ناچیز مجموعہ کو

بعد حصول اجازت

معنون کیا
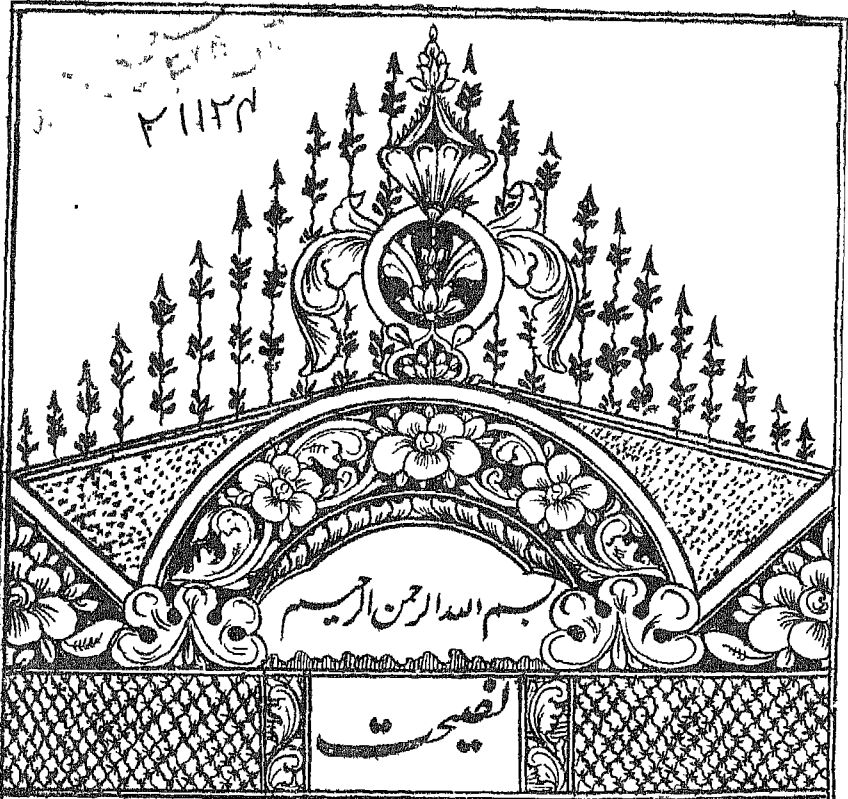
فروری سنہ ۱۸۹۰ء میں بعض روشن خیال دوستوں نے ایک لٹریری کلب قایم کرنیکی تجویز اور مجھسے یہ خواہش کی تھی کہ میں جلسۂ افتتاح کلب میں کوئی نظم پڑھوں۔ اس درخواست نے میرے دل میں ایک قسم کی گدگدی سی پیدا کردی۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے اُن خیالات کے اظہار کی فکر کی جو مدت سے میرے دلکو بے چین کر رہی تھی لیکن افسوس ہے کہ اُن خیالات کو دل سے صرف زبان قلم تک آنا نصیب ہوا۔ جلسۂ افتتاح کیا بوجوہات کلب قایم کرنیکی مبارک تجویز ہی ملتوی رہی اور بدقسمتی سے ہنوز حالت التوا میں ہے اور رہے گی۔ انتظار کی زحمت کہانتک اُٹھائی جاتی۔ اب میں اس مسدس کو مودبانہ گذارش کے ساتھ جوہر شناس پبلک کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ جہاں کہیں لغزش پائیں معاف فرمائیں کیونکہ عموماً کسی اندوہ ناک حالت کے اظہار میں نزاکت بیان و ترتیب لفظی کا خیال رکھنا ہی دشوار ہوتا ہے

فصل گل رخصت ہوئی آئی گلستان میں خزاں	بلبلانِ چہچہ زن ہر طرف ہیں نوحہ خوان

شاخ ہے بے زیورِ گل مثلِ دستِ بیوگان
نہر ہے یا ہو گئی ہے خشک چشمِ عاشقان

فصلِ دے کے آتے ہی کیسی اداسی چھا گئی!
موسمِ گل کیا گیا گلشن پہ آفت آ گئی!

فصلِ گل کے ساتھ رخصت ہو گئی دل بستگی
دم خفا سینے کے اندر اور گھبراتا ہے جی
اب تو حالت قلب کی ہے اور سے کچھ اور ہی
آہ ہے اب اُن لبون پر جنپہ آتی تھی ہنسی

بلبلِ افسردہ کی صورت ہے اپنا دل اُداس
منتشر اوراقِ گل کی طرح ہین اپنے حواس

فصلِ دے مین رخ کرین کیا باغ و بستان کیطرف
لو چلے جاتے ہین ہم شہرِ خموشان کیطرف
دیکھتے ہین یاس سے گورِ غریبان کیطرف
کشتگانِ حسرت و اندوہ و حرمان کیطرف

اے شہر جاتے ہین ہم انکی زیارت کے لیے
خاک جنکی طوطیا ہے چشمِ عبرت کے لیے

واہ کیا عبرت فزا شہرِ عدم آباد ہے
جو یہان آیا غمِ دنیا سے وہ آزاد ہے
جس سے ظاہر ہے کہ قصرِ عمر بے بنیاد ہے
جو وہان ناشاد رہتا تھا یہان وہ شاد ہے

رہ نوردانِ عدم کی پہلی منزل ہے یہی
کشتیٔ عمرِ رواں کا پہلا ساحل ہے یہی

ہے کہین عبرت فزا مرقد مین خاکِ مہوشان!
تازہ کفنائی ہوئی رکھی ہے نعشِ نوجوان!
قبر کے باہر پڑے ہین عاشقون کے استخوان
جسپہ حسرت کا ہے ماتم بیکسی ہے نوحہ خوان!

آ رہی ہے ہر طرف سے یہ صدائے دردناک!
خاک سے پیدا ہوئے تھے ہو گئے آخر کو خاک!

اک طرف خوابِ عدم مین ماہرانِ علم و فن
شمعِ علم و فضل و دانش رونقِ ہر انجمن
شاعرانِ معتبر مشہور ہے جنکا سخن
بزم ہی کو تھا نہ ان پر ناز تھے فخرِ زمن

جنسے عزت تہی ہوئے ہین خاک اُنکے استخوان
کچھ دنون مین خاک کا بہی ہم نپائینگے نشان

واے عبرت تہے کبھی ہملوگ بہی اہل کمال — علم مین بی مثل تہے اور فضل مین بہی بیمثال
تہے بلیغ و با فصاحت با مذاق و خوش مقال — نیک سیرت نیک صورت نیک نام نازک خیال

ہم نے قربان کر دیا تہا مال و دولت علم پر
آگئی تہی اُن دنون اپنی طبیعت علم پر

زور رکھتے تہے قلم کیطرح جیسے تلوار مین — سر عدو کا ہم اُڑا دیتے تہے پہلے وار مین
کرسی عزت تہی حاصل شاہ کے دربار مین — تہین نہین زحمتین انگریز کی سرکار مین

اپنے آنکھون پر بٹھایا تہا سبنے ابرو کیطرح
سر چڑہایا سرورون نے ہمکو گیسو کیطرح

تہا حروف دور کیصورت جدا ہمسے نفاق — کینہ و بغض و حسد ہمسے تہے سب بالاے طاق
خون تہا اپنی رگونمین یا بہرا تہا اتفاق — ذوق ہمدردی تہا جبتک خوب تہا اپنا مذاق

وقت پڑتا تہا اگر کوئی تو ہم سب ایک تہے
بات یہ تہی اُن دنون جو لوگ تہے سب نیک تہے

کبر و نخوت کا ہمین رشک و حسد پہلے نہ تہا — ڈہونڈہنے سے بہی کہین ملتا نہ تہا انکا پتا
تہا نہ کچھ بہی پاس اپنے علم و دولت کے سوا — برکتین ہمکو ملی تہین ہمسے راضی تہا خدا

با مروت با سخاوت با حوصلہ روشن خیال
ہم سے بہتر تہے کبھی ہرگز نہ تہا اُنکا سا حال

گھٹ گئی توقیر جبتک تہی جو نخوت بڑھ گئی — کم ہوئی دولت ہماری اور نکبت بڑھ گئی
گھٹ گئی وہ آبرو جہوٹی مشیخت بڑھ گئی — ساری رسوائی غضب کی بدولت بڑھ گئی

خوبیان رم کرگئین افسوس آہو کیطرح — چشم عزت سے گرے ہم لوگ آنسو کیطرح

ہاتھ اٹھایا علم سے کی ہمنے غفلت اختیار
گر نصیحت کیجیے ہوتا ہے ہمکو ناگوار
پڑھنے اب اسکول میں جانے لگے لودھے چمار
الغرض ہے کاہلی پر آجکل دار و مدار
روٹیاں کھانیکو ملتی ہیں طبیعت سیر ہے
سوجھتا کچھ بھی نہیں ہمکو عجب اندھیر ہے

شہرتِ اسلاف پر ہے ناز بالکل ناروا
جد و آبا تھے اگر سلطان ہم تو ہیں گدا
ہم کریں کچھ نام پیدا ہمکو ہمت دے خدا
حال کے معنی جدا ہیں اور ماضی کے جدا
اہل عالم میں ہمیں ممتاز ہونا چاہیے
پھر خلف ہونے پہ اپنے ناز ہونا چاہیے

مدرسے میں ہم پڑھیں کیا ہے شعار اہل دین
ہے ابھی تھوڑی سی باقی تاب بے ادائی نہیں
علم انگریزی کے پڑھنے سے نہوں کافر کہیں
ہیچ کھائیں گے اسلئے اسکول جانے کے نہیں
خوب بدکیواسطے حیلے ملیں گے بے حساب
الغرض ہم ہاتھ میں لیں گے نہ بھولے سے کتاب

علم انگریزی تو یوں چھوٹا رہا اب علم دین
کاہلی نے کر دیا ہے یہ ہمارے دل نشین
اسکو ہم کیونکر پڑھیں محنت کی عادت ہی نہیں
بخشدیگا ہے بڑا غفار عالم آفریں
رہ گئے جیسے کہ تھے ہم ہیچ دنیا چھوڑ کر
ہو گئے گمراہ راہِ عقل سے منھ موڑ کر

کام چل سکتا نہیں اس سلطنت میں بے گماں
ہو اگر ہمت تو دیں بی اے ایم اے کے امتحاں
فرض ہے ہمپر کہ سیکھیں اپنے سلطان کی زباں
ہاں مگر باقی رہیں اسلام کے ہم میں نشاں
ہم جو انگریزی پڑھیں تو جاہ و ثروت کے لیئے
خالی عزت ہی نہیں دنیا میں دولت کے لیئے

خیر اب تک جو ہوا اسکو سمجھ لیں ما مضیٰ
علم کے جانب ہوں اب مصروف ہم بہر خدا

خواب غفلت سے اُٹھیں دیکھیں کہ اب ہوتا ہے کیا — کسطرف کی چل رہی ہے باغ عالم میں ہوا

جو شب عیش و طرب تھی وہ گزر جانیکو ہے!
جس نشے میں چور تھے اب وہ اتر جانیکو ہے!

لمپ روشن ہیں جہاں جلتے تھے مٹی کے چراغ — کہربائی روشنی سے ماہ میں آیا ہے داغ
مغربی فیشن کے بنوائے گئے ہیں خانہ باغ — اور ہی ہے بوئے گلشن اور ہیں اپنے دماغ

حکمران ہیں جو ان آنکھیں کھولکر دیکھو ذرا!
ہان سنبھالو اپنی حالت کو بس اب بہر خدا!

اس زمانے میں شرافت ہو اسی کے بالیقین — پڑھ کر انگریزی ہوئے ہیں جو اجلاف سب انکے گردن نشین
نوکری کی فکر میں ہم لوگ جاتے ہیں کہیں — پوچھتے ہیں ہم سے انگریزی پڑھی ہے یا نہیں؟

مغربی تعلیم پر ہے آجکل دار و مدار
مشرقی تعلیم کا اب وہ نہیں عز و وقار

منصفی ہو شرط کہ دو عام حالت ہو وہی — مطمئن ہیں دل تمہارے اور فراغت ہے وہی
ہو وہی شروت تمہاری اور دولت ہو وہی — ہو وہی اگلی وجاہت اور عزت ہے وہی

وہ اگر خوش ہیں تو دس افلاس میں ہیں مبتلا
جنکو اب دو روٹیوں کا بھی نہیں ہے آسرا

جس سے دولت ہاتھ آئی تھی وہ جوہر ہے کہاں — ہو نہیں کچھ بتا دو سکتے ہو تم اسکا نشان؟
ہے اگر دولت غریبوں پر ہو اب بھی مہربان — کیا ہلا دیتی ہے دل سینے میں آہ بیکسان؟

جب وہ ہمدردی نہیں باقی مروت ہی نہیں
لاکھ دولت ہو تو کیا ہو جبکہ ہمت ہی نہیں

اپنے جلسوں کو اگر دیکھو تو ہے کچھ اور رنگ — ہم مذاق ایسا کرینگے ہو نتیجہ جسکا جنگ
محض بکنے سے کمان ہے عار ہمکو کب ہے ننگ — ہیں نرالی خصلتیں اپنی نرالے اپنے ڈھنگ

علم کا ذکر آئے کیون لب ہین ہنسی کیواسطے
واہ ہم پیدا ہوئے ہین دل لگی کیواسطے

اب مناسب ہے کرین اخلاق کی اصلاح ہم
خاص اس مبحث پہ اک مضمون عمدہ ہو رقم

کام لین ہمت سے سب اس اوپر کہین قدم
پُر اثر الفاظ با معنی ہون سب بے قلم

جسطرح سے ہو سکے اصلاح کے سامان ہین
مشکلین جتنی پڑی ہین اجکل آسان ہون

گھر پہ بیٹھین تو نہ کھیلین گنجفہ شطرنج تاش
چھوڑ دین آپس کے ہنسی ٹھٹھے باتین دل خراش

بلکہ ہم ڈھونڈھین کتابین اچھی سی کرکے تلاش
ذکر ہو تو ذکر علمی فکر تو فکر معاش

وقت ہاتھ آئے اٹھائین فائدہ اُس سے ضرور
رکھتے ہین اسپر عمل سب عاقلان ذی شعور

ہین کتب بینی کے دنیا مین فوائد بیشمار
ایک مضمون کو اگر تم دل سے دیکھو ایکبار

خود ہی کھلجائینگے تم اُسکو کرو تو اختیار
اور پھر سوچو ذرا لکھتا ہے کیا نامہ نگار

لطف مضمون آئے تمکو غور سے کر کام لو
میرا ذمہ پھر جو اُسکے چھوڑنے کا نام لو

کاہلی سے باز آؤ کاہلی اچھی نہین
یہ بُری صحبت جو اپنی ہے کبھی اچھی نہین

ہے اگر بیکار تو وہ زندگی اچھی نہین
یہ ہنسی اچھی نہین یہ دلگی اچھی نہین

آئے ہین دنیا مین ہم کچھ نام کرنیکے لیے
گنبد گردان کے نیچے کام کرنیکے لیے

ہان اٹھو بیدار ہو جاؤ نہین سونیکا وقت
چھوڑ دو ہنسنا ہنسانا اب ہے پڑھنے کا وقت

ہان غنیمت جان لو اسکو نہین کھونے کا وقت
اب ہے اپنی پشیمانی سے منھ دھونے کا وقت

صبح ہوتی ہی چھپا جاتا ہے وہ بدر کمال
آن واحد مین ہوا جاتا ہے اب کچھ اور حال

علم ہے جوہر ہمارا اسکو کیون کھوتے ہین ہم
جہل کے جانب ہے کیون رجحان یہ کیا ہے ستم
کیون نہین چھٹتا ہے ایسی چیز کے جانے کا غم
بیٹھے بیٹھے کیا ہوا ہمکو ابھی اچھے تھے ہم

شوق علمی ہو گیا کافور یہ کیا ہے غضب
کیون نہین کرتے ہین پیدا پھر اسے ہم سبکے سب

کیا خلف ہونے کی ہمکو آرزو باقی نہین
ہمکو عادت تھی حیا کی اب وہ خو باقی نہین
چادر غیرت مین کیا جائے رفو باقی نہین
کیا رگون مین اب ذرا بھی وہ لہو باقی نہین

یاد سے جاتے رہے ہین کیا بزرگان کہن
شہرۂ آفاق تھا دنیا مین جنکا علم و فن

جاکے دیکھین مقبرون مین جو رہے ہین ہو وہان
وہ چھپے ہین قبر مین اور فضل انکا ہی عیان
اپنی عبرت کے لیے کافی ہین انکے استخوان
اور ہے بالین پہ انکے علم انکا نوحہ خوان

علم کو حاصل کرین اور ویسے ہی ہو جائین ہم
غرق ہون تحصیل مین ایسے کہ بس کھو جائین ہم

علم ہے سرمایۂ فخر و شرف جاہ و وقار
مال و زر سب علم کی تحصیل پر کر دین نثار
علم سے ہم تھے معزز علم تھا عزتبار
زر نہو تو جان و دل آرام و آسایش قرار

تا رود عہد خزان آید بہار باغ ما
گل بخندد نغمہ پیرا ید ہزار باغ ما

خواب عبرت

نظم ذیل محمڈن ایجوکیشنل کانگرس کے اجلاس چہارم منعقدہ ماہ دسمبر ۱۸۸۹ع مین بمقام اسٹریچی ہال واقعہ بورڈنگ ہاؤس ام-اے-او کالج علیگڈھ پڑھی گئی تھی جبکہ پڑھی گئی وہ شب ماہ تھی - اور بہ اجازت آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خان صاحب بہادر کے-سی-ایس-آئی-ایل ایل ڈی سکرٹری کانفرنس اس مجموعہ مین شامل کی گئی

چاندنی رات تھی گل پیرِ فلک کے بہان
کہ سرِ شام سے تھا صبح منور کا گمان

سطح غبرے پہ تھا اسطرح پڑا عکس قمر
صاف دھوئی ہوئی جسطرح بچھی ہو چادر

عالم نور وہ ہر شے پہ نظر آتا تھا
جلوۂ تابشِ خورشید کو شرماتا تھا

چرخ پہ عقد ثریا کی نمایان تھی بہار
جسطرح گردش مہوش مین جڑاو کوئی ہار

نشتر چرخ پہ ہر ایک طرف تھے اختر
جسطرح ہار کے ٹوٹے ہوئے موتی اکثر

کہکشان اور ستارونکا عجب تھا نقشا
نیلی مخمل پہ بنا کام تھا زردوزی کا

قابل سیر تھا دریا شب مہتاب مین کل
خانۂ آب تھا پرتاب کہ تھا شیش محل

آب دریا تھا شب ماہ مین یون موج فگن
چہرۂ حور پہ جسطرح سے زلفون کی شکن

چاندنی رات سے پیدا تھی مزے کی خنکی
اور دلہن کیطرح آہستہ ہوا چلتی تھی

دیر تک مین نے یہ قدرت کا تماشا دیکھا
صنعت صانع معبود کا نقشا دیکھا

چاندنی دیکھکے اسطرح جکی فرحت پائی
دیکھتے دیکھتے آنکھون مین مری نیند آئی

خواب مین کہہ نہین سکتا مگر اک غفلت تھی
خواب اصلی نہین نقلی کی سی کیفیت تھی

سرزمین ایک نظر آئی نہایت آباد
پر فضا روح فزا دلکش و دلچسپ سواد

وہ عمارت نظر آئی تھی وہ قصر و ایوان
منفعل جنکی بلندی سے سپہر گردان

خانقاہین تھین مساجد تھی کہین دار علوم
حق پرستون کا رہا کرتا تھا ہر وقت ہجوم

اللہ اللہ وہ ذکر احدی ورد زبان
دیکھکر شغل کو تھے جن و ملایک حیران

انکی تسبیح کا ہوتا تھا فلک پہ چرچا
انکی توصیف مین ہوتے تھے ملایک گویا

خانۂ حق کی سجاوٹ کا کرون کیا مین بیان
خامہ معذور ہے تحریر سے قاصر ہے زبان

سرو قد تھے وہ اقامت مین ستون یا مینار
جسطرح آکے جماعت مین کھڑے ہون دیندار

طاعت ایزد باری مین جھکی تھی محراب
پر وہ سجدے کے لئے گرتے تھے ہو کر بیتاب

در و دیوار سے تھا نور الٰہی کا ظہور
تھا لب فرش مساجد پہ خدا کا مذکور

خطبہ و وعظ کا ہوتا تھا جو پیہم چرچا — فخر سے عرش معلّے پہ سر منبر تھا

مدرسوں میں تھی وہاں کثرت تعلیم علوم — طلبہ کا ہی رہا کرتا تھا ہر وقت ہجوم

فلسفہ منطق و انشا و ریاضی حکمت — تھی معانی و احادیث کی کیا کیا کثرت

فقہ میں اور عقاید میں تھا ہر اک کامل — انھیں چرچوں میں بہلتا تھا وہاں سب کا دل

جتنے اس شہر میں رہتے تھے بہت تھے خوشحال — جانتے ہی نہ تھے کہتے ہیں کسے رنج و ملال

نیک تھے انکے خیالات چلن اچھا تھا — برکتیں انکی تھیں راضی تھا بہت انسے خدا

حضرت سرور عالم کی شریعت جاری — ظالم و فاسق و فاجر پہ تھی ہیبت طاری

بے غرض منصف و عادل تھے وہاں کے قاضی — فیصلے وہ کہ فریقین تھے جن سے راضی

چوڑے چوڑے بنے اس شہر میں بازار تمام — جہاں بکتے تھے تجارت کے سب اجناس مدام

بیچنے والے تھے ایمان پہ اپنے محکم — لینے والے تھے مسلمان بڑے نیک شیم

اچھی نیت کا یہ پھل تھا کہ ہمیشہ دولت — گنج قارون کی کھاتی تھی انھیں کیفیت

کارخانے تھے وہاں صنعت و حرفت کے تمام — کام ایسا تھا کہ دنیا نے نہ دیکھا ہو وہ کام

دستکاری تھی زمانے میں انکی روشن — دیکھکر دنگ تھے سب اہل فرانس و لندن

نزہت افزا و طرب خیز وہاں کے سب باغ — تر و تازہ ہو جسے دیکھکے عالم کا دماغ

بوے گلشن تھی کہ چلتی تھے وہاں عنبر و عود — جب آتی تھی پڑھتی ہوئی آتی تھی درود

روز رہتی تھی جوانان چمن میں اک عید — جنبش برگ سے آتی تھی صداے توحید

جھومتے تھے مئے وحدت کو پیے سب اشجار — ڈالیاں جھکتی تھیں سجدے کو زمین پر ہر بار

پھل تھے سب اپنے عقیدے میں نہایت پختہ — دیکھکر جنکو ہوں سب اہل عقیدت شیفتہ

لب جو سبزے کے سونے کا عجب تھا انداز — سرو گلشن تھے یا کرکے وضو پڑھتے نماز

پتے پتے سے تھا نیرنگی قدرت کا ظہور — آتش گل سے عیاں ہوتے تھے واں جلوۂ طور

صحن گلشن میں بپا شور جوانان چمن — گا رہے تھے عجب انداز سے مرغان چمن

بادۂ عیش سے لبریز تھا لالہ کا ایاغ / نشہ ایسا تھا کہ ہر ایک کا مختل تھا دماغ

دفعتاً آنکھ سے غائب ہوئی وہ باغ و بہار / خواب نوشین سے ہوئی مردم دیدہ بیدار

خانقاہیں نظر آئیں نہ وہ مسجد نہ وہ باغ / نہ وہ غنچہ نہ وہ گل اور نہ وہ لالہ کا ایاغ

نہ مسلمانوں کی دولت نہ وہ ثروت نہ علوم / نہ وہ اسکول نہ وہ درس نہ لڑکوں کا ہجوم

نام اسلام کا باقی ہے کہاں اب اسلام / اور وہ نام بھی افسوس ہوا ہے بدنام

جاہ و اقبال گیا رہ گئی نکبت باقی / عیش و عشرت کی جگہ حسرت و عسرت باقی

بیکسی رہتی ہے رہتے تھے جہاں شاہ جہان / ہوکے میدان ہوئے سارے وہ قصر و ایوان

مل گئی خاک میں وہ عظمت و ثروت بالکل / ہو گئی شمع شبستان جہانبانی گل

تخت سلطان تھا جہاں خاک کا انبار ہے وان / اب تو ڈھونڈھے سے بھی ملتا نہیں شاہی کا نشان

چرخ نے ظلم کیا رنگ یہ لائی تقدیر / مانگنے بھیک لگے جو تھے زمانے میں امیر

دانہ دانہ کو ہوئی قوم ہماری محتاج / لیکن افسوس ابھی ہے وہی شاہانہ مزاج

نہیں جاتی ہے امیری کی ابھی بو ہے وہی / ہے وہی طرز وہی رنگ ابھی خو ہے وہی

باز اسراف سے آئے نہ اگر قرض ملے / گنج قارون بھی کرے صرف جو بالفرض ملے

ناچ گانے میں ابھی لاکھ کا گھر خاک کرے / کچھ پس و پیش نہ ہو حیف نہ کچھ باک کرے

اور افسوس یہ اس پر ہے کہ غفلت ہے وہی / طلب علم و کمالات سے نفرت ہے وہی

ہو گیا علم مسلمانوں سے بالکل معدوم / معنی علم جو پوچھو تو نہ ہوں گے معلوم

اپنے ہاتھوں سے مٹے آپ حماقت دیکھو / اور ابتک ہے ہماری وہی غفلت دیکھو

ہائے ہمت وہ کہاں ہے وہ حمیت ہے کہاں / جوش زن کیوں نہیں ہوتی ہے وہ غیرت ہے کہاں

ہے ابھی خیر خبردار سنبھل جا اے قوم / پیچھے رہنا تو نہیں خوب نکل جا اے قوم

شکر کر قوم کہ سید سے ہے تیرا پشت و پناہ / پیر با دانش و تدبیر حقیقت آگاہ

جسنے لی سارے زمانے کی برائی سر پر / بھیک بھی مانگی ترے واسطے جسنے در در

سچے دل سے ترا ہمدرد ترا خیر طلب — جسکو ہے تیری ترقی سے ہمیشہ مطلب

ناخدا ہی تری کشتی کا وہی ہی ملاح — ایسے طوفان مین دیتا ہی تجھے نیک صلاح

تجھکو تدبیر بتاتا ہی ذرا چل اُس پہ — صاف کھل جائیگا ای قوم تجھے نفع و ضرر

زر تو کچھ مال نہین جان مٹانے والا — خود بگاڑ کر تجھے اے قوم بنانے والا

خاک ذلت سے اُٹھائے تجھے بالا کردے — تجھ مین کھوئی ہوئی جو بات ہی پیدا کردے

اسکی تقریر نے اک دھوم مچا دی ہر سو — اسکی تحریر ہوئی اپنے اثر مین جادو

نور سے اُسکے منور ہین یہ دیوار یہ در — یہ چمکتے نظر آتے ہین اُسی کے جوہر

اسکی تحریک سے پنجاب کو جوش آیا ہے — اسکی تحریک سے بیہوشون کو ہوش آیا ہے

جسنے غفلت کو سولایا ہے یہ وہ سید ہے — جسنے سوتون کو جگایا ہی یہ وہ سید ہے

تیرے ہی واسطے دلی سا وطن چھوڑا ہے — تیری ہی فکر مین بلبل نے چمن چھوڑا ہے

گر کوئی غم ہی زمانے مین اُسے غم ہے ترا — اُسکے گھر مین کوئی ماتم ہی وہ ماتم ہے ترا

تیرے ہی غم مین ہوا پیر ہوئے بال سفید — زندہ رکھتی ہے اُسے تیری ترقی کی امید

شرم رکھ اُسکی بڑھاپے کی خبردار ہو اب — دیکھ کیا وقت ہے کیا حال ہے ہشیار ہو

طلب علم مین سستی نہ کر ای قوم تباہ — جادۂ علم سے ای قوم نہ ہو اب گمراہ

پھر وہی اپنا زمانے مین بجاوے ڈنکا — پھر اُسی طرح سے دم بھرنے لگین سب تیرا

علم ہی سے تری عزت ہی تری عظمت ہی — علم کے کسب پہ موقوف تری ثروت ہے

باغ عالم مین بندھے پھر تری اگلی سی ہوا — یہ ہوا خواہون کی اللہ سے رہتی ہی دعا

تیرے نکبت تیری عسرت ہو جہاں سے کافور — تیرے چہرے پہ چمکنے لگے اقبال کا نور

آب رفتہ سوے جو باز بیاید اے قوم
نزہت تازہ بتو رو بنماید اے قوم

دلپذیر

گیا وہ جاڑوں کا سرد موسم | ہوا میں سردی رہی ہے کم کم
سحر کو ہوتی ہے تھوڑی سردی | کچھ اور زاید ہوئی جو بدلی
کرن جو خورشید کی تھی تہ بھی | ہوئی ہے سیدھی جو فصل بدلی
جو فصل بدلی بہار آئی | بہار آئی ہزار آئی
ہزار آئی تو چہچہائی | گلوں کی خاطر سے خوب گائی
جو خوب گائی تو لطف آیا | ہزار نے اک سماں دکھایا
عجب سماں تھا عجب مزا تھا | چمن میں شمشاد چپ کھڑا تھا
تھما تھا نہروں میں صاف پانی | رکی ہوئی اسکی تھی روانی
ہر ایک تھا دم بخود سراسر | وہ سرو آزاد وہ صنوبر
ہر ایک خاموش سن رہا تھا | ہزار کا زور کا گلا تھا
مگر نسیم سحر کے جھونکے | ہر ایک جانب سے آ رہے تھے
نسیم مستانہ چل رہی تھی | گلوں سے خوشبو نکل رہی تھی
کہ اتنے میں یہ صدائیں آئیں | وہ آسمان پہ گھٹائیں چھائیں
نظر اٹھائی تو ہم نے دیکھا | فلک پہ یک بیک ہے ابر چھایا
فلک پہ گھنگھور ہیں گھٹائیں | نہیں یہ بیوقت کی صدائیں
فلک پہ آئے ہیں زور بادل | نشاط لائے سرور بادل
ہوئی مرے دل میں گدگدی سی | ہوئی یہاں تک اسے ترقی
کہ ہو کے بیتاب توبہ توڑی | وہ پارسائی سب اپنی چھوڑی
رہا نہ کچھ کام اتقا سے | بلایا ساقی کو التجا سے

یہ نظم ہولی کے دوسرے دن ۱۵ شعبان ۱۳۰۸ھ کو لکھی گئی اور سوز اخبار مہذب میں نکلی تھی

صبا کو بھیجا کہ لے کے آئے | اُسے مِرا دردِ دل سنائے
کرے ہمارا مذاق ظاہر | کرے بہت اشتیاق ظاہر
جو کچھ وہ ملنے لگے تو دے زرِ گل | کہے یہ پھر جو وہ لے زرِ گل
کہ اب ذرا ہو کرم تمھارا | نہیں ہے فرقت انھیں گوارا
اُٹھاؤ ساغر اُٹھو چلو تم | قسم ہے گر راہ میں رُکو تم
یہ کہکے بادِ صبا کو بھیجا | ہوا ہمیں انتظار اُسکا
بڑی بلا انتظار تھا وہ | فشارِ کنجِ مزار تھا وہ
غرض صبا یہ پیام لائی | بُری خبر یہ مجھے سنائی
نہیں ملا میکدے میں ساقی | نہیں وہاں اب شراب باقی
گیا ہے ساقی کسی کے گھر پر | شراب جو کچھ تھی ساتھ لیکر
اُڑے مِرے ہوش بات یہ سب | رہا نہ سیرِ چمن سے مطلب
ہوا مجھے اضطراب ایسا | اوٹھا وہیں میں چمن سے نکلا
چمن سے میں سوے شہر آیا | کسی نے مژدہ مجھے سنایا
کہ فصل ہولی کی آگئی ہے | کمائی لالہ کی کھا گئی ہے
جو میں نے پوچھا کہ کون لالہ | نکل گیا کسکا ہے دوالہ
کمائی ہولی نے کھائی کسکی | بتاؤ کس نے منائی ہولی
ملا مجھے یہ جواب شافی | وہاں چلو بس یہی ہے کافی
خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو تم | کہاں ہے جلسہ کہاں ہے بزم
کہاں ہیں عیش و طرب کے چرچے | کہاں ہیں بنت العنب کے جلسے
وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا | کہ اک جگہ ہو رہا ہے مجرا
غضب کی تانیں اُڑا رہے ہیں | ستا رہے ہیں لٹا رہے ہیں

بہت سے لالہ ہین جلوہ افگن ‏ کھلا ہے گل لالہ مثل گلشن
عبیر منھ پر کبیر لب پر ‏ گلال سے سرخ فرش و بستر
لباس رنگین ہے زینت تن ‏ برستا بڈھون پہ بھی ہے جوبن
نشہ مین لالہ تھرک رہے ہین ‏ برا بھلا منھ سے بک رہے ہین
سوار بنت العنب ہے سر پر ‏ دماغ کے ساتھ دور ساغر
شراب کا رنگ گال پر ہے ‏ یہ اور طرہ گلال پر ہے
غرض جو دیکھا یہ رنگ محفل ‏ اٹھا مین جلسہ سے ہوکے بددل
اٹھا تو نفرت کے ساتھ اٹھا ‏ بڑی کدورت کے ساتھ اٹھا
بچائی عزت شرابیون سے ‏ نکل کے آیا خرابیون سے
اٹھا تو لاحول پڑھکے اٹھا ‏ ملی گلی سے پھر آکے تو با
ہوئی ہم آغوش پارسائی ‏ غزل یہ اسنے مجھے سنائی

ڈرو خدا کے عذاب سے تم
شراب خانہ خراب سے تم
شراب خانہ کی راہ لی ہے
پھرے ہو راہ صواب سے تم
نہین ہے کچھ شک کہ بھاگتے ہین
عذاب سے ہم ثواب سے تم
نہ سر اٹھاؤ شراب پیکر
بہت ہی کم ہو حباب سے تم
پیو نہ برف اور نہ یہ برانڈی
جلوگے اپنے سر آب سے تم

یہ مے کا ساغر غضب کی شے ہے
جلوگے اس آفتاب سے تم
وہ دیکھو آتے ہین کین صاحب
ڈرو اب اُنکے عتاب سے تم

سُنے جو اشعار ناصحانہ
کیا وہین عہد ہمنے دل سے
شرابیون سے خدا بچائے
حرام سمجھے خراب سمجھے
زمانہ تہذیب کا اب آیا
کبیر گانا بس اب تو چھوڑو
زمانہ کچھ اور کہہ رہا ہے
اگر نہ تہذیب ہو کسی مین
ڈرو ڈرو اُس سے بھاگو بھاگو

یہ پند یہ وعظ مشفقانہ
کبھی نجائین گے پاس اسکے
شراب کے پاس بھی نجائے
اسے خدا کا عذاب سمجھے
گلال کیسا عبیر کیسا
یہ دھول اُڑانا بس اب تو چھوڑو
سنو سنو واہ کیا صدا ہے
نہون جو اخلاق آدمی مین
کبھی بٹھاؤ نہ پاس اسکو

دردمند

مرجع تھی قوم تو کبھی سارے جہان کی
خیر الامم خطاب خدا نے تجھے دیا
تھا پاس آبرو تجھے عزت کا تھا خیال
تھے عزم استوار ترے ایک دل تھی تو

آتی تھی تیرے پاس خبر آسمان کی
بخشی تھین خوبیان تجھے سارے جہان کی
اک وقت مین تھی تو بھی بڑی آن بان کی
تیری ہی کون قوم تھی سچی زبان کی

اس رنگ مین یہ پہلی نظم ہے جو جون ۱۸۸۹ء مین بمقام بھیکن پور ضلع علیگڈھ لکھی گئی - اور سرمور گزٹ ناہن ملک پنجاب مین شائع ہوئی تھی —

بجلی کی طرح تیغ چمکتی تھی ہر طرف ۔ دہشت سے بند ہوتی تھیں آنکھیں جہان کی
عظمت ہر ایک قوم کے دل میں تھی بیگمان ۔ کس درجہ دھوم تھی تری عزت کی شان کی
ہر سرزمین پہ تیرے علم کے قدم گئے ۔ اب بھی نشانیاں ہیں وہاں ہر نشان کی
افریقہ اور ایشیا ملک فرنگ بھی ۔ شاہد ہیں تیری گذری ہوئی سلطنت کی
ہے کل کی بات یاد ہیں ساری کہانیاں ۔ بھولی نہیں زمین ہے ہندوستان کی

ہاں کھول آنکھ دیکھ کہاں ہے وہ عز و جاہ
اڑتی ہے خاک ہو تیری حالت بہت تباہ

ای قوم تیری اگلی وجاہت کدھر گئی ۔ وہ شان سروری وہ جلالت کدھر گئی
وہ نور کیا ہوا جو چمکتا جبین پہ تھا ۔ وہ دل سے تیری گرمی طاعت کدھر گئی
وہ جوش خون رگوں میں جو ہوتا تھا کیا ہوا ۔ غیرت کہاں گئی وہ حمیت کدھر گئی
ہے کس طرف چمکتی ہوئی تیغ بے نیام ۔ سہانی والی وہ تیری صولت کدھر گئی
کھویا کہاں ہے تو نے تمدن بتا مجھے ۔ ای قوم تیری اگلی سیاست کدھر گئی
کس خاک میں ہے دولت عباسیہ نہان ۔ دیکھا ہے تو نے اُنکی خلافت کدھر گئی
وہ کیا ہوئے علوم ریاضی و فلسفہ ۔ منطق کہاں ہے وہ تیری حکمت کدھر گئی
کچھ یاد ہے کہ علم ادب تجھ میں تھا کبھی ۔ تیری زبان سے اُسکی فصاحت کدھر گئی
تحصیل علم کی ہیں وہ سرگرمیاں کہاں ۔ وہ ذہن کیا ہوا تری جودت کدھر گئی

دن ڈھل گیا ہے سر پہ تری وقت شام ہے
باقی تو کچھ نہیں فقط اللہ کا نام ہے

ہاں چل ہوشیار بہت وقت تنگ ہے ۔ ہاں قوم دیکھ اور زمانے کا رنگ ہے
خود اپنی روشنی میں چمکتی ہے دیکھ تو ۔ سر پہ جو حکمران ترے قوم فرنگ ہے
کسب کمال فرض سمجھتی ہے وہ جسے ۔ صنعت سے کچھ ہے عار نہ حرفت سے ننگ

کرتی ہین کیسی کیسی جہان مین ترقیان — وہ قوم جو کہ معتقد آب گنگ ہے
بڑھ جائے کیون نہ تجھسے تعجب ہمین کیا — ہمت مین گرمیان ہین تو دلمین امنگ ہی
سب کی نظر مین قوم ہوئی تو ذلیل خفیف — قومون کو تیرے ملنے سے کسدرجہ ننگ ہی
دولت نہ علم کی ہی نہ ہی تیرے پاس زر — جاہل ہی ہائے قوم ترا حال تنگ ہی
دنیا سے ہے نرالی روش تیری آجکل — تیرا عجب طریقہ عجب تیرا ڈھنگ ہی
غیرت تو تجھکو بھولے سے آتی نہین کبھی — آتی بھی ہے تو نشہ کی تجھکو ترنگ ہی

ڈانستہ تو چلی گئی منجھدھ مین نہنگ کے
چھینٹون مین قوم آگئی تو آب گنگ کے

اے قوم اب بھی جبر ہی غفلت سے باز آ — خود رائی اپنی چھوڑ حماقت سے باز آ
پڑھ تو علوم مغربی و دینیات بھی — للہ اب تو اپنی سفاہت سے باز آ
ہان دیکھ کیا روش ہے زمانہ کی بالعموم — انگریزی علم پڑھنے کی نفرت سے باز آ
دنیا مین رہ کے کام بھی دنیا کے فرض ہین — کہتے نہین ہین ہم کہ عبادت سے باز آ
ہمدرد کیا پکار کے کہتے ہین سن ذرا — للہ آنکھین کھول دے غفلت سے باز آ
اخلاق جو خراب کرین اور کرین تباہ — للہ قوم ایسون کی صحبت سے باز آ
اسلام[1] پاک مین ہی برادر ہر ایک شخص — اے قوم دیکھ عجب نخوت سے باز آ
لازم ہے تجھپہ قوم رہ راستی نہ چھوڑ — بیجا تعصبات و عداوت سے باز آ
اسراف ناروا ہے نہ کر مال و زر تباہ — کر صرف خوب پڑھنے مین خست سے باز آ

تحصیل علم و فضل و ہنر فرض جان لو
جو بات تجھسے کہتے ہین اے قوم مان لو

کتنا جگایا قوم ہے غفلت تیری وہی — نکبت ہی تجھپہ ویسی ہی حالت تیری وہی

[1] اشارہ بجانب کل مومن اخوت

دولت ہی تیرے پاس حشمت ہی تیرے پاس
بیجا غرور اور ہے نخوت تیری وہی

کوشش ہزار کرتے ہین تیری ریفارمر
تحصیل علم وفضل سے نفرت تیری وہی

علم وہنر سے بھاگتی ہے قوم تو ابھی
جاتی نہین ہے اب بھی ہو وحشت تیری وہی

اتبک نہین درست ہین اخلاق اے قوم
بگڑی ہوئی خراب ہے عادت تیری وہی

پیشہ کو ننگ و عار سمجھتی ہے حیف تو
تو مٹ گئی مگر ہے مشیخت تیری وہی

معشوق سبزہ فام ہی ساقی ہے دور ہے
خصلت ابھی خراب ہے عادت تیری وہی

بدلے ہزار رنگ زمانہ نے ہے ابھی
افلاس تیرا اور مصیبت تیری وہی

افسوسناک حال ترا ہی ہزار حیف
عبرت فزا ہے دہر مین صورت تیری وہی

جس بات پر اڑی تھی اڑی ہے ہزار حیف
خواب گران مین قوم پڑی ہے ہزار حیف

پیاری برسات

اسکی شان پیاری برسات
آتا ہے شاہ ہفت کشور
آتے ہین تیز آگے بڑھتے
کیسے بادل گرج رہے ہین
بجلی چمکی اڑا اندھیرا
ہین قوس قزح کی کمانین

دہقانونکی جان پیاری برسات
زنگی ہے تمام فوج و لشکر
گھوڑے سے ہوا ہین ہلکے
نقارے ہوا بج رہے ہین
فوج سٹوان کے علم کا
حیرت افزا عجب کمانین

آتی ہے آن بان کے ساتھ
بادل ہین بہادران جنگی
ہے ابر سیہ کہ فیل جنگی
گرد و غبار کوندتی ہے بجلی
اسکے گلے وقت نکاہ جنکر
چلتے نہین ہین تیر کلیجے نکلے

نازو انداز شان کے ساتھ
کالی کالی ہے انکی وردی
صورت سے ہیبت ہے ٹپکی
تھم تھم کے چمکتی ہے بجلی
بندوق اسکے کان ہین بیر
تیر بجلی تیغ ہے مینھ کی چھینٹے

گرمی کے بعد فصل باران
شب ہجر کے بعد وصل جانان
آتی ہین جھومتی گھٹائین
نشہ مین ہین جھکی گھٹائین

یہ نظم اگست ۱۸۹۱ کی برسات مین لکھی گئی تھی اور سب سے پہلا اودھ پنچ کے سالانہ نمبر مین شائع ہوئی اب اصلاح کے ساتھ

دیکھو یہ نیلوفر نہین ہے
وہ بہانت مین ہار تازے تازے
اول تو سادگی قیامت

نیلم کا انگوٹھی پہ نگین ہے
شوقین گلے مین ہین پہنتے
اور سپر یہ ہار اور آفت

کہتے ہین اسکو کوکاسلی
ہوتے ہین زیب جسم زیادہ
پہنے تو ہوا دوبالا جوبن

سب پہنتے ہین اسکے ہار بیدھی
بڑھ جاتا ہے حسن کچھ زیادہ
سادی تصویر پہ ہے روغن

برسی ہین خوب کھل کر بادل
نالی جاری ہین گئے ہین جھیل
سارس ہین کہ حباب ہین یہ بگلے
ہے ابر سیہ فلک پہ چھایا
ہر سمت تاریکی اور سفیدی
مینڈکون نے شور غل مچایا
ہے انجمن کنول کا خوشنما پھول

دیکھو سب گئے ہین جل تھل
سیر ہے نشیب آبا سیل
پانی کے قریب اڑکے بیٹھے
آیا ہے نظر عجب تماشا
شکلی ہے شفق کی اور بحری
جھینگر بولے کہ پانی برسا
ہے آنکھ کھلی کہ ہے پہلا پہول

پیڑ وہ نیہ چڑا جو مینہ کا چھینٹا
خوش ہین مینا کہ سب پیشی
خوش ہوتی ہین بکھیر پھر کرا
بگلو نکی قطار رنگ سحاب
برسات کی دیکھیے کرامات
پانی سے بھرا ہوا ہے تالاب
پانی سے ٹھٹھا ہے شجر ہین

پی پی کرنے لگا پپیہا
تالاب مین جا کی بھینس چڑی
گرد ابکے رقص کر رہین مینا
کرتا ہے اہل دلکو بیتاب
کیسی یکجا ہوے ہین اوقات
بجا ہے عاشق کی چشم پر آب
فرحت افزا ہے سبزہ ہین

جنبش ہے رگ شجر کی ہر سانس

دلکش کوئل کی پیاری آواز

کھیتونکی مین جت گئی گئی
بیٹھے جاتے نہین ہین تھک کر
بیلون نے اپنی سر اٹھائے
گویا کہتے ہین چپکے چپکے
دہقان کا باغ باغ ہے دل
غلہ برسا کہ ابر باران
چھینٹا پانی کا کیا پڑا ہے
بوئے الله کا نام لیکر
بو یا ہے سبل ایشل اور دہان

برسا ہے ہین خوب پانی
آئی ہے کسانکو بھی چہکر
پانی ہین خوب ہی نہائی
ہے ابر کرم پہ جان صدقے
ہو ضبط خوشی بہت ہے مشکل
پانی ہے زندگی کا سامان
کھیتون مین ہنس گیا ہے
کھیتون مین جوار مونگ اسر
بو کر کہنے لگا یہ دہقان

پہلے تہا سخت گرم موسم
برسا پانی ہوئی ہوا سرد
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کہا ہین
پہر ہوئے تخم نشو و نما نے
پھر آئی گئی ہوئی جوانی
ہر قطرہ آب مثل گوہر
لائے دہقان ہین بیسا با
ساوان چہوٹی جوار تلی
تہا فصل خریف کا جو غلہ

گرمی سے قلبہ ران تہا بیدم
بیلون کی جگہ بیٹھی ہے گرد
آنکھین سوے فلک اٹھائین
"گویم از شکر داستانے"
سوکھے دھانون اہی پانی
گوہر سے ہزار درجہ بڑھکر
گیلی مٹی مین ہل چلایا
لوکی بھی بہوٹے اور اردی
پانی پانی ہی پینے بو یا"

آنکھی ہین بابا کا جوبن	جنگل یہ قدرتی ہے گلشن	اسن باغ کی ہے عجیب ترکیب	موزون ہے نشست اور ترتیب
جھوٹے کے سامنے بڑا پیڑ	جھاڑی کے پاس سال کا پیڑ	خالی ہوئی ہین یا شجر ہین	ہین جا بجا اور تو درخت بہتر ہین
پھولون سے بھر اک لدا گہرا ہے	کچھ انکی بہار ہی جدا ہے	نازک نادر کہین گہ اشجار	دلمین جنہین ہین شوق بسیار
کالی بادل پہاڑ پوس ہے	ملنے جاتی ہین نیچے ہو کے	سبزہ ہے ہین سیاہ ابر کا رنگ	عمدہ کا ہی ہے خوشنما رنگ
لیتی ہین گھٹا ہین جیسکہ گھری جھو	لیتی ہین پہاڑیان انہین روک	گرنے دیتی نہین انہین تک	پانی گرتا ہے اپنے تھم کر
جلتی گرمی کی تیرون مین	محبوس ہین مہر کی شعاعین	نکلین ہین بن بنگ بنگ	پانی سے ہین جو جا کی سوغات
بادل ہین جو چیر گر جیتے	ہاتھی جنگل پہاڑ ہین بن کے	آتے ہین نظر غزال صحرا	کیا پوچھنا انکی شوخیونکا
جھیل بال اپنی دیکھا رہے ہین	کیا چوکڑی بھرتے جا رہے ہین	جھنڈون سے کبھی گزر رہے ہین	تھکر ہری دوب چر رہے ہین
دیکھو کیا ہے حسین منظر	جس سے لگتی ہے چوٹ دلپر	ٹھنڈی ٹھنڈی سی سبک ہوا ہین	کالی گھنگور یہ گھٹا ہین
جنگل یہ پہاڑیان یہ کہسار	پھولونسے لدے ہوئے یہ اشجار	یہ برق یہ ابر اور یہ برسات	بلکہ نیچر کے ہین کرامات
میلا گندلا ہے ندی کا پانی	بہتا ہے تیز ہے روانی	پتھر لکڑی بہی رہی خاشاک	گیلی مٹی جو ہیلی تھی خاک
رستے کی چیزین قصہ کوتاہ	بہتی جاتی ہین اسکی ہمراہ	پانی جاتا ہے کھا کے چکر	دریا کیطرف لگا کے چکر
اسکی رفتار ٹیڑھی بڑی ہی	دیکھو بالکل ہے سانپ کی سی	آ باہر گھاس مین جو بہتا	مینڈک یہ سمجھو کہ سانپ آیا
لہرین لیتا ہے آب دریا	یا جین بجبین ہے ماہ سیما	پانی مین تیرتے ہین تیراک	جل مانک کے کھیلتے ہین بیباک
تیراکی سیکھا رہے ہین استاد	ہاتھ دیتے جا رہے ہین استاد	اونچے سے کودتے ہین لڑکے	غوطوں پہ لگا رہے ہین غوطے
غوطے لگا کر نکل رہے ہین	چھینٹے آپس مین چل رہے ہین	پانی کوئی اوچھالتا ہے	جتنا اسے پیکے ڈالتا ہے
ہنس بول رہے ہین اور ہین شاد	سب فکر ہین قید غم سے آزاد	ہوتی ہے دوڑ کشتیونکی	ہے شرط بدی ہوتی ہے بازی
دریا مین کھیل ہی ہے مچھلی	پانی سے کھیلتی ہے مچھلی	مچھلی کا شکار ہو رہا ہے	بنسی ہے کہین جال ہی پڑا ہے
	دریا پہ ہے ہجوم خلقت	سبکو ہے انبساط و فرحت	
دریا مین آ گیا ہے طوفان	سب لوگ ہین گانونکے پریشان	ہین سارے مکان نذر سیلاب	بہتا جاتا ہے گھر کا اسباب
پانی مین بہتے ہین لٹھے	تختے لکڑی کے چھوٹے ٹکڑے	بہتی جاتی ہین دیکھو چھپر	بیٹھے ہین لوگ انکے اوپر

دیتی ہین پینگین جو طلعت	ہر جسم کا جھونک تہ و آفت	جھکتا ہے شاخ بنات بینا	اس طرز ادا سے جان لینا
آتی ہین جب یہ اسکے جھونکے	کرتے ہین غضب صبا کے جھونکے	ہر بار اوڑاتی ہین دوپٹا	کرتی ہین حیا کا فاش پردا
جھولین کہ دوپٹے کو سنبھالین	کاندھے پہ بار بار ڈالین	ہوتی ہین خفیف اور محجوب	یہ بھی ہے چھیڑ چھاڑ کیا خوب
ساون گاتی ہین کیا خوش آواز	گاتی ہین ہین ملہار کی انداز	ہے فصل بہار رنگ و سبزہ گانا	بنتا ہے سہی سونے مین سہاگا
صحن گلشن مین ہے بچھا فرش	دھانی شال وا گھاس کا فرش	بارش کی جمی ہوئی ہے صحبت	چلتا ہے دور جام عشرت
جلسے مین ہے اتفاق کا رنگ	اک لطف کا اک مذاق کا رنگ	شوقین ستار چھیڑتے ہین	گاتی ہین ملار چھیڑتی ہین
برسا تھا بدرا ہے پانی	چھالی گئی برنے مین جی	پکتے ہین طرح طرح کی پکوان	احباب ہین میزبان و مہمان
	جلسے مین ہنسی ہے خوشی ہے	گانا ہے ہنسی ہے دل لگی ہے	
کہتا ہے کالیداس شاعر	رحمت ہے ابر تر سے ظاہر	کھلتے ہین جب برس کے بادل	شاخون پہ ہوکتی ہے کوئل
ہے موسم شعر جوان طناز	چہرے پہ ہوا ہے سبزہ آغاز	دیکھو اعجاز ابر باران	دشت بن آب ہے گلستان
کیا پھول کھلا ہے یکدم بن	جو ہی مین کیتکی کے قدم ہین	گل کا حسن و جمال دیکھو	پھولون سے لدا ہے سال دیکھو
چلتے ہین سنکے گرون بیل	پھولا ہے سرخ سرخ گڑہل	تالاب مین ہین ہر سنگھار کے	چھپتی ہین نظر مین سبز کانٹے
ہتھکاتی ہے دل کو برسات	کہدو یاد سجن سے یہ بات	ٹھنڈے ہے پانی سے سرد ہو کر	اپنے چہرے کی گرد دھو کر
کوسنے پر بیوفا کی جائے	یہ بہر ہی طرف سے کوسنائے	عاشق در ہجر چاک گریبان	بالطف ہوا و ابر باران
زہر سہتے شہر اپنا بیٹے تو	دل رسا سوز کباب بنے تو	بہتا جاتا ہے آب دریا	کوئی نہین سد راہ اسکا
آگ جلا کے ہے اگ سمندر	جاتا ہے اوسکی سمت چڑھ کر	یا کوئی حسین مست بیتاب	بیتاب ہے جیسے طبع سیماب
نشے مین شراب عشق کے چور	جذب الفت سے ہو کے مجبور	آنچل سے اپنا منہ چھپائے	جاتی ہے کہین قدم اٹھائے
تمکین حیا کا کچھ نہ ہو پاس	رسوا ہونے کا ڈر نہ وسواس	پھر ہو سکین تو بھاگ جائین	جاتی ہے کبھی جی چرائین
کہتی ہے جو یہ اضطراب دل	دم بھر بھی ہے قیام مشکل	اوسکو کسی بات کا نہین ہوش	لیکن اتنا کہ ہو ہم آغوش
شکو جیب کے ملنے والے	ہوتے ہین جنکے سچ وعدے	موقع پایا تو نکلے گھر سے	چادر اک اوڑھ لی ہے سر سے
لیکن بادل کا شور سنکر	خاموش گھر سے ہوئین در پر	ہمت پڑتی نہین کہ جائین	منہ سے جو کہا ہے کر دکھائین

قطرے ہیں آنسو کے لعل لب پر
دلکو بتاتے ہیں پہ ہیں خاموش

موتی کرنے لگے نچھاور
سینے میں دبا ہے عشق کا جوش

لب ہیں آبدار یاقوت
کچھ شرم و حیا کا ہے آج پاس

اگر وہ اشک نثار یاقوت
کچھ عہد وفا کا ہے آج پاس

خاتمہ

اے ابر مطیر عنبریں فام
ہے سانولا سچ کنھیا
کرتی ہے سنگار تجھ سے ساون
مشاطۂ حسن رنگ اخضر
پڑتے ہیں جو تجھ سے چھینٹے
ہو جاتے ہیں خم و لکے آنے
مے ہے ساغر آب سبو سے
پودے ہوئے فیضیاب اشجار

تجھ پر قربان بادہ آشام
کیا بات ہے تیری پوچھنا کیا
آنکھیں کس کی تجھ سی دلکش
شانہ کش زلف سنبل تر
شعلے اٹھتے ہیں سبزہ سے
رنگ جاتے ہیں لب تبسم آئے
سب کا اک یادگار تو ہے
تجھ سے سرسبز دشت و کہسار

دل کے بیتاب کرنے والے
معشوقوں کی آن بان تجھ سے ہے
رونق ہے زیب ہے چمن کی
ہر گل کی آگ تو نے آتش گل
آتا ہے یاد جانے کیا کیا
اے ابر ہے تیرا دم غنیمت
رحمت ہے خدا کی یاد رہی ساتھ
ہر سال اسی طرح سے تو آ

مرتے ہیں تجھ پہ مرنے والے
مرنے والوں کی جان تو ہے
گلگونہ عارض چمن ہے
اس آگ میں جل رہی ہے بلبل
جلسے یاد دن گئے اور گانا
آتی ہے یاد اگلی صحبت
مشہور فیض ہے تیری ذات
جاری ہو جہاں میں فیض تیرا

صبح گلگون

ہے عجب لطف خیز وقت سحر
ظلمت شب جو ہو گئی کافور
بے ضیا ہو گیا چراغ قمر
عالم صبح ہے عجب عالم
دُرِ نایاب قطرۂ شبنم
جتنے غنچے تھے ہو گئے سب گل

چادر چرخ میں سب چھپے اختر
نظر آتا ہے ایک عالم نور
چاندنی نے اٹھا لیا بستر
ہے عجب اس نسیم صبح کا دم
جس سے پھولوں پہ ہے عجب عالم
چہچہاتی ہے شاخ پر بلبل

یہ نظم دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام بھیکم پور ضلع علی گڈھ لکھی گئی تھی

نہ رہا رات کا وہ سناٹا / مرغ دینے لگے صدا بہ صدا
مسجدوں میں ہوا جو شور صلوات / جاگ اٹھے زاہدان خوش اوقات
کیا خوش آیند ہے یہ شور اذان / کیا مبارک تلاوت قرآن
طاعت بے نیاز ہوتی ہے / مسجدوں میں نماز ہوتی ہے
شور ناقوس مندروں میں بپا / برہمن کر رہے ہیں سب پوجا
چرچ میں مارننگ سروس کا / شغل ہی کر رہے ہیں سب سجدا
لے کے انگڑائیاں حسین اٹھے / آنکھیں مل مل کے مہ جبیں اٹھے
چہرے اترے ہوئے حسینوں کے / سادہ انداز مہ جبینوں کے
بادۂ شب کا وہ خمار غضب! / نشۂ عیش کا اتار غضب!
لال ڈورے غضب وہ مست نگاہ! / قہر ہے سحر ہے خدا کی پناہ!
وہ گلے کی ملی ہوئی بدھی! / اور وہ چھوٹی ہوئی مسی لب کی!
کوئی اشنان کرنے جاتا ہے / پھول و لوٹا و نکو چڑھاتا ہے
زیب تن ساریاں ہیں گلنار رنگ / باندھنے کا نظر فریب ہے ڈھنگ
لب دریا ہجوم ماہ وشاں / ہے عجب سین جلوۂ خوباں
کیوں نہ محسود ہوں لب دریا / جس جگہ یہ حسین ہوں اک جا
جو گئے تھے کسی کے گھر چھپ کر / آ رہے ہیں بچا بچا کے نظر
نکھری نکھری ہے صحبت عشرت / نظر آتی ہے خوب کیفیت
پردۂ ساز بدلے جاتے ہیں / بھیرویں گانے والے گاتے ہیں
اور ہی کچھ سماں ہے محفل میں / لوٹی جاتی ہیں حسرتیں دل میں
گل ہوئی جھلملا کے شمع سحر / جھاڑ فانوس رہ گئے بجھ کر
رات آنکھوں میں کاٹنے والے / بادۂ خواب کے ہیں متوالے

کہ رہا ہے خمار آنکھوں کا
اب تو موقوف کیجیے جلسا

غمکدہ مین بپا ہوا ماتم
پھر وہی رنج پھر وہی ہے غم

صبر آتا نہین غریبون کو
چین آرام بدنصیبون کو

غم مرگ عزیز ہے ان کو
روتے رہتے ہین رات کو دن کو

نہ لگی رات کو پلک سے پلک
صبح ہوتے گئی ذرا سی جھپک

جوشش غم نے کر دیا بیدار
دیدہ تر ہوئے ہین پھر خونبار

پھر وہی ہاے واے کی ہے صدا
پھر وہی آہ ہے وہی ہے بکا

میکدہ کی ہے اور ہی حالت
ہو گئی خواب صحبت عشرت

چل دیے ساقیان سیمین بر
اڑ گئی دخت رز پری پیکر

اب کہان اُن کا وہ جوش و خروش
میکدے کا ہے میکدہ بیہوش

ہے عجب حال رند میکش کا
سرگرانی سے سر نہین اٹھتا

سب سحر خیز لطف اٹھاتے ہین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھاتے ہین

اس سے محروم ہین فقط مجہول
جو کہ سونے مین رہتے ہین مشغول

جاگنا شب کا صبح کا سونا
ہے بلا شبہہ جان کا کھونا

اس سے صحت خراب ہوتی ہے
زندگانی عذاب ہوتی ہے

ہان اٹھو خواب سے سحر آئی
شکل دنیا کی پھر نظر آئی

ہے عجب قدرتی سمان دیکھو
صنعت صانع جہان دیکھو

سہانی شام اور ایک مہجور

یہ نظم مارچ ۱۸۹۱ء مین لکھی گئی تھی۔ شرر

قریب مغرب ہے شاہ خاور
نہین ہے اب دھوپ مین تیزی
یہ دھوپ ہے یا کوئی دوپٹا
عجیب یہ قدرتی سمان ہے
فلک پہ جوبن برس رہا ہے
ہوا مین آئی مزے کی خنکی
ہوا کی رفتار ہو گئی کم
ہوا نے غنچون کو کر دیا گل
چمن کو پھر باغبان نے سینچا
شجر نے کونپل ہری نکالی
عقیق جیسے زرد جو خزان مین
حسین نکلے ہین بن سنور کے
ہجوم بازار مین ہے اُن کا
اودھ مین یہ شام بامزہ ہے
چراغ سے جو مین چھوٹتے ہین
وہ گھاگرا اور اوسکی موجین !
حسین الہڑ شریر کمسن
قریب مغرب نہا رہے ہین
ادا کرشمہ غضب ہے آفت
کھڑے وہ پانی اچھالتے ہین !
بلا کے ہین ہاتھ وہ حنائی

افق نے اوڑھی شفق کی چادر
ہوئی ہے رنگت بھی اوسکی پھیکی
رنگا ہوا زرد و زرد و ہلکا
عجیب یہ رنگ آسمان ہے
جوان پیری مین ہو گیا ہے
بڑہی ہے فرحت گھٹی ہے گرمی
دم مسیحی نسیم کا دم
ہوئی ہے منت گزار بلبل
ہوا ہے شاداب بیل بوٹا
ہے دست گل وہر ایک ڈالی
ہوئے معطر زمین بوستان مین
نہا نہا کے نکھر نکھر کے
وہ خود تماشائی اور تماشا
نہان سرجو پہ ہو رہا ہے
مزے وہان لوگ لوٹتے ہین
کبھی نہ بھولی ہین اور نہ بھولین !
نئی جوانی ابھار کے دن
عجیب ادائین دکھا رہے ہین
کرے جو بے چین وہ شرارت
نہ دیکھتے ہین نہ بھاگتے ہین !
ستم کا رنگ یہ الگ کالا

وہ ساربان وہ لباس رنگین ۔ وہ انکی زینت وہ انکی تزئین
عجیب ہے نیرنگ حسن طلعت ۔ کہ جس سے خود حسن کو بھی حیرت
غرض سہانی ہے شام دیکھو ۔ یہ سب ہے نیچر کا کام دیکھو
ہوا ہے اب ختم کام دن کا ۔ ہر ایک محنت سے اسنے چھوٹا
وہ آبلہ پا شکستہ خاطر ۔ جلے ہوئے دہوپ سے مسافر
تھکے ہوئے ناتوان پریشان ۔ وہ بھوکے پیاسے غریب حیران
پہونچ گئے ہین قریب منزل ۔ ہوئی ہے آسان انکی مشکل
پرند سب جنگ کے آرہے ہین ۔ پرند بھی پر سے کے جا رہے ہین
غرض وہ آپہونچے وسطی نشین ! ۔ قریب آتا ہے وہ نشیمن !
ملینگے سب جیسے ہو دن سے جا کر ۔ وہ شاد ہون گے گلے لگا کر
مگر ہے ناشاد ایک عاشق ۔ تباہ و برباد ایک عاشق
حبیب سے دور زار و نالان ۔ اور اس مغموم اور پریشان
جھکا ہے سر آنکھین ہین آنسو ۔ ذرا طبیعت نہین ہے یکسو
طپش ہے دلمین تو درد سر مین ۔ لگی ہوئی آگ سی جگر مین
خیال جانان خیال اوسکا ۔ نشاط عالم ملال اوسکا
اگر سہانی ہے شام تو کیا ۔ نہین تماشے کی اسکو پروا
کبھی جو بھولے سے اوٹھ گیا سر ۔ تو آہ کی اُس نے تلملا کر
یہ شام ہے بخت کی سیاہی ! ۔ شفق یہ رخسار کی ہے زردی !
یہ شام کالی بلا ہے سر پر ! ۔ یہ داغ سوزان ہے مہر انور !
بلا کی گرمی خنک ہوا مین ! ۔ سیاہ لکیرین ہین یہ شعاعین !
نہین ہے شاداب کچھ گلستان ۔ مگر ہے اک دشت ہو کا میدان !

ہر ایک گل خار سے بھی بڑھکر ۔ یہ پنکھڑی ہے کہ سخت پتھر

بغرض آباد ہے گلستان ۔ نہین ہے محبوب تو ہی ویران

چرند خوش ہین تو کیا ہے مطلب ۔ پرند خوش ہین تو کیا ہی مطلب

نہین ہے شام اور دوپہر کی ۔ غرض نہین کچھہ جو ہی تو ہو گی

اگر ہے دریا پہ کچھہ تماشا ۔ ہوا کرے وہ تو پھر اسے کیا

کہا ہے کیا خوب یہ کسی نے ۔ یہ سحر یہ کار آدمی نے

اگر نہ دل شاد ہو کسی کا ۔ تو اسکو بھاتا نہین تماشا

رخصت بہار

گلشن سے ہوئی بہار رخصت ۔ یا جسم سے جان زار رخصت

نزہت فرحت ہوئی روانہ ۔ بدلا گلشن کا کارخانہ

دیوانون کو آگیا ہے پھر ہوش ۔ باقی نہ رہا وہ خون کا جوش

باقی نہین اب رگون مین سودا ۔ پھر سرخ ہوا ہے خون کالا

جاتی ہین دلون سے پھر امنگین ۔ وہ فصل بہار کی ترنگین

باقی نہین خون مین وہ حدت ۔ نشتر کی نہین رہی ضرورت

آباد ہوئے تھے جو بیابان ۔ دیوانون سے پھر ہوئے ہین ویران

ہے وحشت سے بڑھکے صحن گلزار ۔ پھولون کے جگہہ ہین اب وہان خار

سوسن کا لباس آسمانی ۔ سبزی کا وہ فرش دھانی دھانی

نرگس کی وہ شوخ چشم جادو ۔ پھولون کی وہ بھینی بھینی خوشبو

وہ باد صبا کی مست رفتار ۔ جنبش مین وہ برگ ہاے اشجار

گلشن سے ہوئے ہین سب ندارد ۔ ہے موسم دی کی آمد آمد

اُڑتی ہے چمن میں ہر طرف خاک — پتوں کے ہیں ڈھیر خار و خاشاک

ہر چیز کو فصل گل کا ہے غم — ہر شاخ درخت دست ماتم

چھائی ہوئی ہر طرف اُداسی — آئی ہوئی باغ میں بلا سی

سنسان اُجاڑ ہو کا سمان — ویرانہ سے بڑھکر ہے گلستان

گل آتش گل ہوئی ہے بالکل — خاموش ہے نغمہ سنج بلبل

بلبل اپنے خیال میں گم — غنچے بھولے ہوئے تبسم

شمشاد اداس ہے کھڑے ہیں — تھے غش کھا کے گر پڑے ہیں

نہریں ہیں مثال چشم پُر آب — سب حلقہ ماتمی ہیں گرداب

سوسن کی ماتمی ہے پوشاک — دامن پھولوں نے کر دیا چاک

پھینکے سنبل نے نوچ کر بال — تھے بال وبال جی کے جنجال

کرتی پھرتی ہیں قمریاں بین — ہر باغ کا باغ آج بے چین

رخصت یہ نہیں بہار کی ہے — رخصت صبر و قرار کی ہے

کہتی ہے جو خیر باد فرحت — دل کو ہوتی ہے اور کلفت

نرگس سے گیا نظارۂ باغ — لالہ کے جگر میں پڑ گیا داغ

سرگرم مستی کہاں ہیں خوش رو — بیٹھے ہیں حسین کہاں لب جو

اب زیب گلو کہاں ہیں وہ ہار — پھولوں کے وہ طرہ ہائے دستار

واکس پہ ہو دیدۂ تماشا — گلزار کا اب نہیں وہ نقشا

سوکھے ہوئے ہر طرف شجر ہیں — کمہلا کے سوکھے ہیں پھول اگر ہیں

کس طرح چمن ہو سبز و شاداب — فواروں میں خشک ہو گیا آب

جھونکے ہیں ہوا کے اب نہیں سرد — اُڑتی ہے چمن میں ہر طرف گرد

بدلی ہوئی باغ کی ہے حالت — اللہ کی ہے عجیب قدرت

ہے آج بہار کل خزان ہے | قایم نہین رنگ آسمان ہے
ساری دنیا کا ہے یہ نقشا | اس پر نہ کرو ذرا بھروسا
ہوتا رہتا ہے رنگ تغییر | دنیا - بازیگرون کی تصویر
پلٹے کھاتا ہے یہ زمانہ | نیرنگ ہے اس کا کارخانہ
پلٹے جسوقت تم سنبھل جاؤ | بدلے جسوقت یہ بدل جاؤ
عبرت لے اس سے قوم اسلام | پاخوردہ مفلسی و الزام

دیکھے پہچانے وقت کی چال
اسوقت زمانہ کا ہے کیا حال

امید

خواب راحت ہے سربسر امید | دلکی آنکھون مین ہے نظر امید
نور شمع حیات ہے امید | بے بقا بے ثبات ہے امید
شمع جب تک کہ زیب محفل ہے | نقش امید زینت دل ہے
کوہ مین دشت مین بیابان مین | ریگ کے ذرہ ہاے تابان مین
ہے یہ امید ہر جگہ موجود | بعض اسکو سمجھتے ہین معبود
کوئی کہتا ہے دیوی ماتا ہے | بادۂ ارغوان چڑھاتا ہے
اسکو حاجت روا سمجھتے ہین | توبہ توبہ خدا سمجھتے ہین
نظر آتی ہے خواب مین دولت | ساری دنیا کی حشمت و ثروت

اشعار بالا مین بہت سے فلسفیون کے خیالات نظم کیے گئے ہین - مگر اسمین زیادہ تر مسٹر والرشہری اور ہندوستان کے شکسپیر نامور کالیداس کی نازک خیالیان دکھائی گئی ہین - اسکو آپ ایک گلدستہ سمجھیے جسمین زیادہ تر گلاب اور کنول کے پھول ہین جو ایشیائی مذاق کے موافق

دلکی امید کا تقاضا ہے — ہاتھ آجائے مال جتنا ہے
ہے بظاہر امید چھوٹی سی — ہے مگر دور تک پہونچ اسکی
دل سے کرتی ہے چرخ تک پرواز — دست امید تا بہ عرش دراز
اسکا مسکن ہے اک غریب کا دل — اور پھر دل بھی بدنصیب کا دل
چھوٹا سا وہ بھی ٹوٹا پھوٹا سا — دیکھتی واں ہے خواب محلون کا
بنکے اختر یہ جگمگاتی ہے — راہ ملاح کو بتاتی ہے
ہے مسافر کی رہنما امید — کشتی دل کی ناخدا امید
غنچۂ شاخ زندگی ہے یہ — لب گلرنگ پہ ہنسی ہے یہ
یہ حسینون کے دلمین رہتی ہے — بلکہ یہ آب و گل مین رہتی ہے
مرہم زخم دل فگار ہے یہ — مونس و یار غمگسار ہے یہ
دیکھیے عاشقون کی حالت کو — انکی تکلیف کو مصیبت کو
جب طبیعت کسی پہ آتی ہے — اور جدائی انھین ستاتی ہے
رنج پر رنج وہ اٹھاتے ہین — سوتے ہین پیتے ہین نہ کھاتے ہین
کام سے انکو کوئی کام نہین — بات کا بھی کوئی قیام نہین
کہتے کچھ اور کرتے ہین کچھ اور — نہ کسی طرح کا خیال نہ غور
مضطرب بدحواس رہتے ہین — ہر گھڑی وہ اداس رہتے ہین
حسرتین دلمین مچلی جاتی ہین — آہین جانسوز لب پہ آتی ہین
پپڑیان خشک انکے ہونٹون پہ — سوز فرقت سے پھنک رہا ہے جگر
دل پہ ہر وقت ہاتھ رہتا ہے — درد دل دم کے ساتھ رہتا ہے
اشک آتے ہین چشم حیران سے — آہ و نالہ دل پریشان سے

متعلقہ صفحہ - ۳۳ - تیار کرکے آپ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے اگر قبول افتد زہے عز و شر

گھیرے رہتی ہے اک نئی وحشت
دل کو ہر وقت اک نئی کلفت

دلکو سمجھاتے ہوئے کبھی خاموش
ہونے پاتا نہین وہ جوش خروش

بولتے ہین نہ چالتے ہین وہ
سب بلاؤن کو ٹالتے ہین وہ

ایسی حالت مین مر نہین جاتے
جان سے وہ گذر نہین جاتے

دل مین ہوتی ہے وصل کی امید
قوت جان زار حسرت دید

تازگی روح مین اسی کی ہے
ہر گھڑی عمر کو ترقی ہے

دیکھیے نوجوان عورت کو
شرم کے ساتھ حسن طلعت کو

پارسا اور جان عفت ہے
نیک سیرت ہے نیک صورت ہے

ابھی دنیا سے وہ نہین آگاہ
دیکھیے اسکی کم سنی ہے گواہ

رفتہ رفتہ ہوئے نمود شباب
دل مین آیا خیال شرم حجاب

رنگ چہرے کا بھی چمکنے لگا
بات ہی اور ہو گئی پیدا

رنگ لایا عجیب جوش شباب
حسرتین دلمین ہو گئین بیتاب

دلمین ہے حسرت ہم آغوشی
رہتی ہے اک طرح کی بیہوشی

مست ہے بادۂ جوانی سے
آگ دل مین لگی ہے پانی سے

دل کا کچھ اور ہی تقاضا ہے
مگر اس سے حجاب کہتا ہے

دیکھنا ہو کہین نہ رسوائی
رنگ لائی ہے ناشکیبائی

سنکے یہ بات عارض گلنار
زعفران زار ہو گیا اکبار

پھر اداسی سی چھا گئی اور پھر
رہگیا مثل پھول مرجھا کر

آنکھ سے کچھ ٹپک پڑے آنسو
رہگیا دلمین جوش کھا کے لہو

رہ گئے دل کو تھام کر خاموش
رہگیا دلمین جو اٹھا تھا جوش

رو کے امید سے کہا سب حال
درد و دکھ اور اپنا رنج و ملال

ہنسکے امید نے دیا یہ جواب
اسقدر کیون اداس رہتی ہو
رنج یہ جائے گا کبھی نہ کبھی
ہوگی اک روز دھوم شادی سے
دل سے نکلین گی حسرتین ساری
دم اس امید کا غنیمت ہے
تاجرونکا اسی پہ دار و مدار
دشت بے آب و کاروان انکا
دھوپ ہے تیز ایسی گرم ہوا
کوہ و صحرا مین ہو کے جاتے ہین
خار اپنی جگہہ پہ سب نشتر
اونچی نیچی زمین ناہموار
خرس خونخوار اور شیر ببر
انکے رستے ہین سیکڑون قزاق
مال و زر جسقدر ہے [illegible]
[illegible] ہین سب
جنکے قبضے مین سارا مال کرین
ہے جہازی کبھی سفر انکا
موجہای بلند طوفانی
ہے تلاطم مین اب دریا کا
ہین چٹانین کہین پہاڑ کہین
[illegible] خلقت سے

صبر کر صبر تو نہو بیتاب
دلمین کڑھتی ہی رنج سہتی ہو
وہ بھی دن آئیگا کبھی نہ کبھی
اور قید الم سے آزادی
ختم ہونگی مصیبتین ساری
ہو جو تکلیف اس سے راحت ہی
اس بھروسے پہ سب ہے بیوپار
نام کو بھی کہین نہین سایا
جس سے پڑ جائے جسم پر چھالا
کیسی تکلیف وہ اٹھاتے ہین
سنگ بھی نوک دار ہین خنجر
اور کہین ہین مہیب صد ہا غار
انکو ملتے ہین راہ مین اکثر
ظالم و بد اخلاق جو ہین مشتاق
لاکھ چلائے سنتے ہین وہ کب
کچھ جو بولو وہ ہین حلال کرین
بحر اعظم مین ہے گذر انکا
جس طرف دیکھیے ادھر پانی
کہین لگتا نہین ہے تختہ بیڑا
نظر آتا نہین نشان زمین
کالے کالے مہیب [illegible]

اگر اون سے جہاز ٹکرا بے
سیکڑون عارضہ خراب ہوا
کبھی چلتی ہے باد طوفانی
موجین اٹھتی ہین آتا ہے اکثر
بھیگ جاتا ہے مال سوداگر
الغرض ہین مصیبتین کیا کیا
گرنہ امید کچھ سہارا دے
دیکھیے آپ حال دہقان کا
کھیت کرنا اوسے مصیبت ہے
ہاتھ اوسکا بٹاتی ہے امید
ہے زمین سخت تو نہین پروا
ہے پسینے مین جسم دہقان تر
دل سے مصروف کار ہو دہقان
جوت بوکر اسے ہوئی فرصت
ابر باران کا انتظار ہوا
ملگئی ساری خاک مین امید
اڑ گئے سب حواس ہو ہو کر
ہین نمایان جو قحط کے آثار
پڑ گیا قحط آگئی آفت
بھوکون مرنے لگین زن و دختر
آگئی ہے غضب مین اُسکی جان

پھول کی طرح سے بکھر جائے
ہضم ہوتی نہین جو کھائین غذا
اور برستا ہے خوب سا پانی
پانی بڑھکر جہاز کے اندر
منحصر جسپہ سارا نفع و ضرر
ایک کیا بلکہ آتین صدہا
مال جتنا ہے سب ہین ڈوبے
اوسپہ آتی ہین آفتین کیا کیا
سخت مشکل ہے سخت وقت ہے
زور کیا کیا لگاتی ہے امید
ہے گرمی دہوپ تو نہین شکوا
اور گرمی سے پھکتا ہے جگر
کام مین ہوشیار ہو دہقان
پھر بھی ملتی نہین اُسے راحت
گرنہ برسا تو اشکبار ہوا
ہوگیا سر سے پاؤن تک وہ سفید
ہوگیا خشک وہ لہو ہو کر
اوسکو جینا ہے اب بہت دشوار
تھی فراغت تو اب ہے عسرت
فاقے کرنے لگا غریب پسر
کہ زمیندار مانگتا ہے لگان

محو ہین ذکر اور شغل مین سب / کچھ کسی سے نہین انھین مطلب
ہے یہ امید ہون گناہ معاف / قلب ہو گرد معصیت سے صاف
دیکھیے آپ ہندؤن کو ذرا / کس ریاضت سے کرتے ہین پوجا
ہین تپسیا مین محو دن رات / چپ ہین کرتے نہین کسی سے بات
پربت پہ پربت کوئی رکھتا ہے / ہر گھڑی رام رام جپتا ہے
رہ گیا ہے کوئی اٹھا کر ہاتھ / دھیان کرتا ہے یون سوکھا کر ہاتھ
کوئی دہونی رمائے بیٹھا ہے / کوئی چپ چاپ مالا جپتا ہے
ان کو امید ہے کہ بعد ممات / جب انھین پھر ملیگی شکل حیات
یعنی جب دوسرا جنم ہوگا / اور یہ بھگوان کا کرم ہوگا
ہین تناسخ کی قوتین جتنی / وہ کبھی روح پر نہ آئین گی
ختم کرتا ہون اب مین یہ اشعار / کام کے سب ہین نہین کوئی بیکار
عقد پروین ہی صاف نظم نہین / فلک ہفتمین بنی ہے زمین
یہ نہین نظم لعل احمر ہے / بلکہ یہ لعل سے بھی بڑھکر ہے
آپ انمول جانیئے اسکو / مین جو کہتا ہون مانیئے اسکو

اظہار محبت

جس پر اثر پوئٹری کا ترجمہ ہم آج قدرشناس پبلک کے سامنے پیش کرتے ہین وہ فخر انگلستان جان ٹین نامی شاعر لارڈ بیرن کی تصنیفات سے اسکی کلیات مین موجود ہے اور جہان اسمین اور بہت سی زہر کی بجھی ہوئی چھریان اور کٹاریان بھری ہوئی ہین وہان یہ بھی ایک چھوٹا سا باریک ولایتی نشتر ہے۔ یہ نظم اوسنے فروری ۱۸۱۲ء مین اپنے کسی معشوقہ کو مخاطب کرکے لکھی تھی۔ انگریزی مین اسکی شرح یا نام نام کی جگہ پر ڈیش دیدیا یا عاشق مزاجون کے لیے راجرس کے قلم تراش چاقو سے ایک چھوٹا سا نمونہ

قدر دانون کے واسطے ارزان — اور نا اہل کے لئے ہے گران

شاعر نکتہ دان سے ہے امید — یعنی اہل زبان سے ہے امید

ہاتھ اس نظم پر نہ صاف کرین — گر خطا ہو کوئی معاف کرین

اور اس رنگ مین لکھین اشعار — سارے اشعار ہون دُرِ شہوار

اب نہین شاعری جو پہلے تھی — اور پہر کچھ ہوا ہے گلشن کی

گل و بلبل نہین وہ باغ نہین — وہ ہوا اب نہ وہ وہ باغ نہین

خال و خط کا نہین زمانہ اب
ہو گئے وہ تو سب فسانہ اب

متعلقہ صفحہ ۴۴ - اظہار محبت کے وقت ٹوٹیبرن صاحب آتے ہی تھے مگر جب نام لکھنے کا وقت آیا تو گول کر گئے - اس نیچرل شاعر کے کلام مین خدائے سخن شیکسپیر کے سوا اور سب شاعرون سے بڑھکر لطف ہے - وجہ یہ ہے کہ بعض شاعر محض ضرورت سمجھکر شاعر بنگئے - کوچہ عشق سے محض نابلد تھے - مضمون مین آورد ہوتی تھی اور بخلاف انکے لارڈ بیرن کی شاعری مین آمد ہے - مضمون خواہ مخواہ قلم سے ٹپکا جاتا ہے - سولہ برس کا سن اور پھر کس کا ایک سرد ملک کے انگریز کا اور اوسمین یہ عشق و محبت کی گرمیان !! حضرت کو معاملات عشق مین کچھ ایسی متواتر مایوسیان اور ناکامیان ہوئین کہ ابتدا ہی سے طبیعت مین سوز و گداز اور ایک طرح کا [illegible] پیدا ہو گیا تھا - جس سے میری شاعری پر اثر تھا کہ جو شعر قلم سے نکلا نشتر بن گیا - گو مین نے اس ترجمہ مین اس بات کی کوشش کی ہے کہ حتی الوسع انگریزی کا منشا مفہوم قائم رہے مگر سچ یہ ہے کہ مین اپنے اردو دان ناظرین کو جیسا چاہیے اس لطف مین شریک نہین کر سکتا جو اصل انگریزی کو پڑھکر حاصل ہوتا ہے - اسکے بعض نظم مین بالکل ایشیائی نازک خیالیان اور بلند پروازیان ہوتی ہین - اگر مکرر ہاتف زمانہ نے فرصت دی اور حیات مستعار باقی رہی تو وقتاً فوقتاً مزید انکی نظمون کا منظوم ترجمہ نذر ناظرین ہوا کرے گا -

مشتاق ہماری آرزو تھی — تجھسے ہو دوستی کچھ ایسی
ملکر نہ جدا ہون عمر بھر ہم — نبھے جب تک کہ دم مین ہے دم
جب تک نہ رقیب فتنہ پرداز — حاسد ہو کے بنے در انداز
جو کچھ تھا خیال سچ وہ نکلا — دنیا مین ہوا حسد کا
لیکن گو ہو گئی جدائی — پھر بھی تجھسے ہے آشنائی
دل مین تیری ہی آرزو ہے — جلوہ افروز اوسمین تو ہے
جب تک پہلو مین ہو مرا دل — ہے تیرا مقام تیری منزل
آئیگی جس گھڑی قیامت — غائب کو پھر ملے کی صورت
پڑ جائیگی پھر جو خاک مین جان — نکلین گے تربتون سے انسان
ہوگا کسی بات کا نہین ہوش — تجھسے ہو جاؤنگا ہم آغوش
تو ہو تو بہشت مین ہے آرام — ورنہ آرام سے ہے کیا کام
آن خلد و بہار خوش نہ آید — بے جلوہ یار خوش نہ آید

مکروہات زمانہ

کس قیامت کی آج ہے سردی — کیسی چھائی ہوئی ہے تاریکی
مینہ برستا ہے چھائے ہین بادل — دم نہین لیتی ہے ہوا اک پل

ممالک متحدہ امریکہ کے ملک الشعراء لانگ فیلو کی ایک نظم ''رینی ڈے'' کا کچھ حصہ ہوا میری نظر سے
گذری اس مشہور شاعر اور نامور ادیب نے حوادث و آلام دنیوی کو ایک عجیب دلکش پیرایہ مین ظاہر
کیا ہے۔ خیال کی صفائی اور ساتھ ہی اوسکے طرز ادا کے انوکھے پن نے مجھے اسکے ترجمہ کی ترغیب دی ہے
تو آپ جانتے ہین کہ نظم انگریزی کو اردو کے قالب مین لانا کوئی آسان بات نہین ہے جہانتک ہوسکا [illegible]

بیل انگور کی ہے اب بھی چڑھی — اور دیوار سے ہے بہت لپٹی
ہاں مگر تیز سرد جھونکوں سے — گرتے جاتے ہیں خشک سب پتے
ہے دم سرد زندگی میری — اور سیہ چھائی ہوئی ہے تاریکی
یعنی گرمی نہیں طبیعت میں — ہے اداسی ہر ایک حالت میں
ہے یہ بارش - کہ ہے نزول بلا — نہیں رکتی ہیں آفتیں کیا کیا
جیسے دیوار پر ہے بیل چڑھی — حافظے پر زمانۂ ماضی
ہیں امیدیں جوانی کے پتے — اور ہوا وحشت زمانہ کے جھونکے
بیل تو ہے چڑھی مگر پتے — گر رہے ہیں ہوا کے جھونکوں سے
ہاں ٹھہر صبر کر نہ ہو غمگیں — کسی پہلو سے تجھے قرار نہیں
روشنی صاف مہتاب کی — آڑ میں بادلوں کے ہے اب بھی
ہے مصیبت ہر ایک کا حصا — تجھ سے مخصوص ہیں فقط تیرا
کبھی فرحت کبھی اداسی ہے — یہی حالت زمانہ بھر کی ہے

عشق و فرض منصبی

پبلک کی قدرشناسی اور احباب کے لطف آمیز اصرار نے مجھے مجبور کیا کہ میں پھر کچھ انگریزی نظم کے ترجمہ کی کوشش کروں ایسے مشکل کام کی طرف توجہ کرنے کے قبل ایک حرف کا میں پیش عرض کرتا ہے کچھ ان مضمون کی تحریر سے مجبور ہو جاتا ہوں - اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ ہندوستان میں اس قسم کی شاعری کا مذاق بالخصوص ہے بالعموم نہیں - اور اسکی وجہ طرف انگریزی کے سچے جذبات کا پورا پورا ادراک نہیں ہوتا بلکہ نہیں ہو سکتا - سچ ہے کہ انگریزی کے مت سے شعر و زبان تو جلہ ودو ماندہ چشمان تو زیر ابرو اندھے ہوتے ہیں مگر یہ دیکھنا چاہیے کہ سچے مضمون و نیچرل میٹیری سے شاعر کو کس قسم کے اثر ڈالنے کی قوت ہے - اور وہ قدرتی اثر پیدا ہوتا ہے کہ

سنسان ہے مسکن خموشان — معمور بھی اور ہے یہ ویران
سونے والون سے شہر آباد — سب قید سے زندگی کی آزاد
اوج گردون پہ مہر چمکے — آئے طوفان پانی برسے
آئے دنیا مین موسم گل — نغمہ طراز صوت [illegible]
سونے والون کو کچھ نہین کام — ہو رات کے بعد صبح پھر شام
آغوش لحد مین چھوٹے بچے — جو ناز و نعم مین پل رہے تھے
معصوم تھے شیرخوار بچے — ماں باپ کے ہونہار بچے
پیارے پیارے حسین خوشرو — تابان خورشید رنگ گیسو
دل کی بہلانے والی شوخی — وابستہ امید انسے مان کی
مخمل کا نرم نرم بستر — مرنے کے قبل تھا [illegible]
اب بستر خاک پر پڑے ہین — پھر چارون طرف اندھیرا چھایا
کندہ تربت پہ نام اُن کا — پیدائش و موت کا مہینا
کندہ تاریخ اور دن بھی — ماں باپ کا نام اور سن بھی
عبرت انگیز چند اشعار — جنکو پڑھکر ہو چشم خونبار

متعلقہ صفحہ ۴۳ - نہین مغربی تعلیم کی رفتار سریع سے امید کی اور روز بروز بڑھتی ہے کہ کچھ دنون مین بالعموم ایسے مضامین کو آنکھین ڈھونڈھنے لگین گی۔ اسقدر گذارش کے بعد مین اصل مطلب کیطرف ناظرین با تمکین کو متوجہ کرتا ہون نظم ذیل ہر کل روشن ہے "لو اینڈ ڈیوٹی" کی انگریزی ایڈیٹری کے مصنف ایک اورئنٹل اسکالر کپتان - اے - رابرٹس صاحب ہین - اور یہ نظم بک آف پوئمز کے صفحات ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ مین بشکل مذکورۂ بالا صرف [illegible] سے موجود ہے - جہانتک ممکن ہوا ہے اُردو ترجمہ ایشیائی مذاق کے موافق کیا گیا ہے - اب رہی یہ بات کہ مجھے کامیابی ہوئی ہے اسکی نسبت نہ کبھی مجھکو دعوے تھا اور نہ ہوسکتا ہے کیونکہ میری لیاقت بہت ہی کم اور [illegible] ہے - اودھ پنچ مطبوعہ یکم دسمبر ۱۸۹۳ع

نقوش نفیس بیل بوٹے / عمدہ نقاشی کے نمونے
آہستہ چلو ذرا نہ بولو / باتین کرنے کو لب نہ کھولو
سوتے ہین جوان عنبرین مو / بانکے ترچھے حسین خوش رو
عالم فاضل ادیب دانا / شہ زور شجاع اور توانا
تیغ بران کے پاک جوہر / گلشن مین فرنگ کے گل تر
اخلاق مین چار سمت مشہور / صحبت سے بڑون کی منزلون دور
کرتا تھا فخر ملک اپنا / تاب والد توان مادر
لشکر مین تھے تو شان لشکر / دفتر مین تھے تو زیب دفتر
تھے چشم و چراغ انجمن کے / خوش رنگ تھے پھول باچمن کے
تحریر پہ فخر تھا جہان کو / تقریر پہ ناز تھا زبان کو
مرتے تھے حسین حسن ایسا / اور اونکی شجاعتون کا چرچا
انگلینڈ پہ جان دینے والے / بدلا دشمن سے لینے والے
ہین خواب لحد مین مست و غافل / ہستی انکی خیال باطل
کچھ انمین ہین عاشقان مجبور / مایوس بہ ہزار مہجور
ارمانون کے ساتھ مرنے والے / حسرت لیکر گزرنے والے
مقتول ادائے مست رفتار / مجروح ز تیغ عجب دلدار
ترچھی چتون سے دلمین رخنے / رخنون مین خون دل کے قطرے
ہونے والی تھی اونکی شادی / بالبعض کی منگنی ہو چکی تھی
ایسے بھی انمین تھے پرارمان / جنکے گھر پہ ہجوم مہمان
لائے تھے دلہن کو الٹر[۵۱] سے / کس شان و شکوہ کر و فر سے

۵۱ الٹر قربانگاہ۔ کلیساؤن مین ایک متبرک جگہ جہان [illegible] کرتے ہین اور زن و شوہر مین عہد و میثاق ہوتے ہین۔

ناتجربہ کار بھولی بھالی　　چتون دیکھو تو ہے نرالی
اونچی اونچی جبین وہ پُر نور　　پیشانی حور لوح کا نور
ہے تختہ وہ پاک دامنی کی　　ایسی ہم نے سُنی نہ دیکھی
ستم دیکھ کے ہو نہ جاؤ ششدر　　آئینہ اوسے کہو تو بہتر
ظاہر اس سے خیال سارے　　دل کے رنج و ملال سارے
ابرو کی ہے سیاہ تحریر　　اسمین عارض کا عکس تقدیر
آنکھین اوسکی بڑی بڑی سی　　پتلی سنیلی ہر ایک پتلی
کالی ہین تو کدار پلکین　　چبھتی دل مین ہین خار پلکین
رخسار گلاب کے مقابل　　تفصیل گلزار کی ہین منزل
سرخی اُن مین تو کچھ سفیدی　　شرکت ہی شفق کی اور سحر کی
رومی کی ناک اوسکی بینی　　چھوٹی نہ بڑی بہت نہ اونچی
خوشرنگ ہین سرخ ہونٹ اوسکے　　نازک نازک ہین پتلے پتلے
چھوٹے چھوٹے سے دانت صاف　　موتی مشرق کے جیسے شفاف
شانہ ہین ڈھلے تو گول بازو　　بیشک وہ ہی شکیل و خوشرو
مسٹر ورتھ ہو نام اوس حسین کا　　باپ اوسکا ڈیوک[1] تھا کہین کا
ہے صاحب قہر اک سپاہی　　آئی اوس پر بہت تباہی
صد حیف بمرد نوجوان مُرد　　پر چہرۂ عشق خون فشان مُرد
گو تھا یہ غریب خاندان کا　　لیکن مرد شریف بانکا
تھا نام جوان کا جان ولیم　　لندن مین تھا مکان ولیم
مردانہ جمال حسن اوس کا　　و مس سوزن تھی جان و دل سے شیدا

[1] ڈیوک بڑے درجہ کے امیر کا خطاب ۱۲ [2] کونسل مجلس مشورہ

کھیلے تھے ساتھ اور ہم سن ‌ ‌ پیدا ہوئے دونون ایک ہی آن

باہم دونون کو دل سے الفت ‌ ‌ درجے پہ عشق کے محبت

اکبار کا ذکر ہے کہ لشکر ‌ ‌ جاتا تھا براہ بحر اخضر

سرکار کی تھی کوشش سفارت ‌ ‌ ضائع بالکل ہوئی تھی محنت

کونسل مین قرار پائی یہ رائے ‌ ‌ لشکر کوئی ضرور اب جائے

ٹھہرے جو نہ صلح کی تو بہر جنگ ‌ ‌ دیکھ رہنا ہے قوم کا ننگ

بھیجے جائین سوار پیدل ‌ ‌ سنگینون کا وان بنائین جنگل

قبضہ مین آئے ملک دشمن ‌ ‌ جھنڈا گاڑے قلعے پہ پلٹن

سارا اوسکا غرور جائے ‌ ‌ دولت کا ہے سرور جائے

سب کو اک جوش جان خاموش ‌ ‌ مضطر حیران اور اس بیہوش

پہلے اس سے کہ جائے لشکر ‌ ‌ جائے ہمراہ جان مضطر

جانے والی تھی فوج جس روز ‌ ‌ رقعہ لکھا نام مین روز

خط کا مضمون تھا کہ لشکر ‌ ‌ جاتا ہے براہ بحر اخضر

جائے گا جسم جان میری ‌ ‌ ہوگی جا کر رفیق تیری

سمجھا وہ ہے ضرور دل سے امید ‌ ‌ ہو جائیگی آج آخری دید

رقعہ پہونچا بدست حامل ‌ ‌ تصویر بنا وہ خستہ دل

پڑھ کر ہوئی بیقرار اس روز ‌ ‌ روتی تھی زار زار اس روز

بے حد تھا اضطراب اوسکا ‌ ‌ لکھا فوراً جواب اوسکا

لکھا یہ جواب مین کہ اے جان ‌ ‌ ہے دل کا خراب حال اس آن

ہوتا ہے تمام روز الفت ‌ ‌ سر پہ آتی ہے شام کلفت

ملنا ہے ضرور آؤنگی مین ‌ ‌ دل کی حالت دکھاؤنگی مین

دریا کے کنارے جل سکونگی گھر سے میں دن سے چلونگی
گھر سے نکلوں گی سب سے چھپکر اسطرح سے کام ہو تو بہتر"
عاشق نے یہ جواب پایا دل کو پر اضطراب پایا
آنسو خط پہ سے کیے بچھا اور رکھا پاکٹ میں بوسہ دیکر
نکلا بارک[1] سے ہوکے دلشاد طائر جیسے قفس سے آزاد
چہرہ مغموم شاد بھی تھا مایوس بھی بامراد بھی تھا
پہونچا دریا پہ بے تامل ڈر تھا نہ ہراس اسکو بالکل
آنکھوں کو جستجوے معشوق دل سے تھی گفتگوے معشوق
رکتی تھیں اشکبار آنکھیں اوٹھتی تھیں بار بار آنکھیں
اوٹھتے تھے جب حباب دریا ظاہر اون سے بھی مس کا نقشا
آیا جو خیال وہ بھی معشوق تھا دل میں ملال وہ بھی معشوق
مس روز کا انتظار معشوق دل تھا کوئی بیقرار معشوق
پانی کی صدا سے راگ پیدا بجتا تھا عجب طرح کا باجا
پانی کی آب عکس خورشید دریا کا سمان تھا قابل دید
سبزہ چاروں طرف تھا اسکے خواہش فرحت کی ہو تو دیکھے
لیکن اوسکو نہ کچھ خبر تھی اوسکی تو راہ پر نظر تھی
آنے والے کا منتظر تھا آنکھوں میں اور ہی تماشا
تھی ریگ بجاے فرش و بستر اوڑ کر آتی تھی خاک سر پر
لیٹا بیٹھا کبھی پھر اوٹھا آنکھیں کھولیں تو دیکھا رستا
اوٹھا کچھ سوچ کر وہ مضطر آگے اوسکے کلاک[2] ٹاور

[1] بارک سپاہیوں کی کوٹھڑی [2] مینار یہاں اسم معرفہ ہے۔

دیکھا اوسنے تو تن ابجے تھے
اوسکی تو کلاک[1] پر نظر تھی
پیچھے اوسکے کھڑی تھی مس روز
سایہ پہنے تھی ارغوانی
آئی آواز جان ولیم
مشکل سے ہوئی تھی ختم تقریر
روئے کانپے ہوئے ہم آغوش
کچھ دیر رہی یہ حالت دل
آہستہ چلے وہان سے دونون
دل مین تھے سیکڑون خیالات
گوشہ مین نظر بچا کے سب سے
چھوٹا سا نفیس باغچا تھا
جو روز[2] تھا ہم نشست مس روز
کوئی بھی تھا وہان نہ ہمراز
چھ سات منٹ گذر چکے جب
بولا یہ جان میری پیاری
مس نے یہ دیا جواب اوسکو
ٹکڑے ٹکڑے ہے دل ہمارا
افسوس ہے آج جاؤگے تم
پھر کر اک آہ جان بولا

شاید آئین ہون کچھ دقیقے
اوسکو پیچھے کی کیا خبر تھی
اوس روز کا حسن تھا گلوسوز
کپڑا ٹوپی کا آسمانی
پیچھے تو دیکھ آ گئے ہم
نالے ہوئے روز کے گلوگیر
دونون پھر ہوش سے تھے بیہوش
پھر ہوش بجا ہوئے یہ مشکل
کہتے نہ تھے کچھ زبان سے دونون
منھ سے نکلی نہ ایک بھی بات
وہ آڑ مین اک شجر کے ٹھہرے
جو پھول تھا وہ کھلا ہوا تھا
وہ روز سے بڑھ گئی تھی اس روز[3]
ہمدم تھے طایر خوش آواز
پھر آیا زبان پہ حرف مطلب
"حالت کیا ہے کہو تمھاری"
"اپنے دل سے تم آپ پوچھو
ٹکڑوں پہ رنج و غم کا قبضا
معلوم نہین کب آؤگے تم
معلوم نہین ہے یہ تمھین کیا

[1] کلاک [illegible] گھنٹہ گھر [2] روز - گلاب - قافیہ مین تجنیس رکھی گئی ہے [3] دن -

لڑنے کے لیے چلا ہے لشکر ۔۔۔ امید نہین کہ آئین بچکر
ہوتی ہے تمام آرزو آج ۔۔۔ ہوتی ہے ختم گفتگو آج
نکلین گے کبھی نہ دل کے ارمان ۔۔۔ دیکھین کیا ہو بڑے ہین سامان
نازک ہین معاملات ملکی ۔۔۔ ای پیاری ضرور جنگ ہوگی
بولی مس روز حالت دل ۔۔۔ ظاہر کرنے سے کیا ہے حاصل
دل مین جو ہے عیان نہوگا ۔۔۔ الفاظ سے وہ بیان نہوگا
یاس و حرمان کا سامنا ہے ۔۔۔ مشکل اب دل کا تھامنا ہے
دل تو مین تمکو دے چکی ہون ۔۔۔ عہد و پیمان سے چکی ہون
بچپن مین ہوئے تھے عہد و پیمان ۔۔۔ اوسے بچاؤن کیا ہے امکان
سوچی مین نے ہے ایک تدبیر ۔۔۔ آگے پھر جو ہو اپنی تقدیر
تدبیر سے ہم نہین ہین آگاہ ۔۔۔ شاید اوس نے کیا ہو گمراہ
مس نے کچھ کان مین کہا تھا ۔۔۔ عاشق نے جواب بھی دیا تھا
کچھ دیر کھڑی رہی وہ بیچین ۔۔۔ آخر پھر دے کے پارٹنگ کس[1]
وہ دخت امیر و سپاہی ۔۔۔ گھر کی جانب ہوئے تھے راہی
الفت بے رحم ہے ستمگر ۔۔۔ غالب تھی فرض منصبی پر
تھا جان فریب سے نہ آگاہ ۔۔۔ اوسنے اوسکو کیا تھا گمراہ
قوت جو ممیزہ تھی اوسکی ۔۔۔ بالکل تاریک ہو گئی تھی
تھا سخت حضور مارشل لا[2] ۔۔۔ لیکن اوسکو ہوئی نہ پروا
گنتی کے وقت وہ نہ آیا ۔۔۔ شاید چھپ کر کہین گیا تھا
جس وقت ہوا شمار لشکر ۔۔۔ دیکھا تو جان تھا نہ زر تر

[1] پارٹنگ کس رخصتی بوسہ [2] فوجی قانون ۱۲

کشتی مین ہوا سوار لشکر	اوٹھے مین جو وار کے بھی لنگر
لیکن غائب تھا جان اب تک	ملتا ہی نہ تھا نشان اب تک
مدت کے بعد نعش اوسکی	بارک سے سپاہیون کے نکلی
اوسنے بارک مین خودکشی کی	ہوکر مایوس جان دیدی
الفت مین جان دی بہرحال	اس سے زائد نہین ہے احوال
بس ختم ہوا زمانہ عشق	مشہور ہوا ترانۂ عشق
دولت افلاس مین نہین فرق	ہوتا ہے عشق مین کہین فرق
الفت ہو شاہ کو گدا سے	اسکے تو ڈھنگ ہین نرالے
نوکر کو عشق سے سروکار	رکھنا لازم نہین ہے زنہار
فوجی کو فتح سے ہے کام	پڑکر ہو عشق مین نہ بدنام

دھوپ اور چاندنی

آیا خط استوا پہ خورشید	ہے شمع عالم ہے قابل دید
لیکن ایسا ہے نور اوسکا	انکھین ہوتی ہین جس سے خیرا
باشان و شکوہ و جاہ گستر	ہے تخت طلا پہ شاہ خاور
وہ رعب و جلال وہ غضب ہے	دیکھین اتنی مجال کب ہے
غائب ہین ستارہای افلاک	چہرہ ہے شاہ کا غضبناک

ذیل کی اردو نظم مین مسٹر والر تھری کی پوئم "سن شائن اینڈ مون لائٹ" کے اچھوتے خیالات مین شاعر نے جو نازک خیالیان دکھائی ہین اور دلکش سین کھینچے ہین - انکا لطف کچھ انہی دوستون کو آسکتا ہے جنھون نے شیکسپیر اور ملٹن کے سیر کی ہے اور انکو عزیز رکھتے ہین مجھے افسوس ہے کہ وہ لوگ جو "سبھا مین دوستو اندر کی آمد آمد ہے" اور "چھن چھن آتی ہے یہ پری پرستان کی"

آئین نہ حضور میں وہ بیباک | اجرام فلک نہ چلتے ہوں خاک

شان قدرت ظہور خورشید | دریا سے طلا ہے نور خورشید

دیکھو شالوں پہ دھوپ پھیلی | پانی ہے سونے کی اور سپیہ قلعی

ہر چیز کا حسن ہے دوبالا | کیسا یہ چمک رہا ہے ذرا

ہے روئے صبح کا عجب رنگ | ہوتی ہے عقل دیکھکر دنگ

گورا گورا ہے رنگ اوسکا | اوسپر سرخی ہے اور طرا

بیٹھی اوسپر ہے دھوپ دیکھو | دیکھو چہرے کا روپ دیکھو

ظاہر نور سحر شفق میں | مہر گردون کی ہیں شاہین

یکجا کیونکر ہوئے سب اوقات | بیشک قدرت کی ہیں کرامات

صانع کی ہے نئی صنعت | حیرت افزا ہے حسن طلعت

گر غور کرو قمر کو دیکھو | اوسمین شکل بشر کو دیکھو

پرتو افشان نہیں قمر ہے | ہیرا بے آب یہ مگر ہے

چہرہ اترا ہوا ہے اوسکا | میلا میلا سفید کپڑا ہے

غالب سورج کی روشنی ہے | مہتاب کی روشنی دبی ہے

آیا مغرب میں شاہ خاور | اوڑھی گردون نے شب کی چادر

چھائی عالم پہ ظلمت شب | عالم کچھ اور ہوگیا اب

نور خورشید ہے نظارہ | دریا سونے کا بحر اسود

اوڑھا شب نے سیاہ کمل | کالا کالا ہو جیسے بادل

دیکھو دیکھو افق میں کیا ہے | دیکھو وہ کیا نکل رہا ہے

صفحہ ۵۲ - پر مٹے ہوئے ہیں وہ کچھ بھی اس سے مخلوط نہیں ہو سکتے بہتر ہے کہ وہ اسے نہ پڑھیں
میری اس گستاخی کو معاف کریں۔

نکلا ترک کے بدر کامل — روشن جس سے ہے شب کی منزل

نکلے اختر چمک چمک کر — غالب نور قمر سے انہر

شب کا زمان روا قمر ہے — تخت سیمین پہ جلوہ گر ہے

دیکھو عالم یہ چاندنی کا — لہرین لیتا ہے کوئی دریا

کالا کالا لباس شب تھا — سایہ اوس نے سفید پایا

گویا شب بھی کوئی دلہن ہے — پرتاب سفید پیرہن ہے

پھولون پر قطرہای شبنم — پڑتا ہے عکس ماہ ہر دم

کیسے قدرت سے ہین یہ موتی — قیمت انکی ادا نہوگی

گرمی نہین معتدل ہے سردی — بدلی رفتار ہے ہوا کی

آتش خانے ہین بے ضرورت — سردی کی ابھی نہین ہے شدت

ٹھنڈی ہے روشنی مہتاب — ہالہ دریا مین جیسے گرداب

یہ نور خواص مین ہے کافور — کم ہے اسوقت سوز ناسور

حیرت افزا ہے سردی شب — جو آہ تھی گرم سرد ہے اب

ہو گرم کہ سرد آہ تو ہے — غم سے اسے رسم و راہ تو ہے

راحت جتنی ہوئی ہو حاصل — ہے باعث اضطرابی دل

آئی ہے جوش مین تمنا — دل کا اسوقت ہے تقاضا

صورت اپنی دکھائے معشوق — پیری سے جلد آئے معشوق

یہ شب کا سمان یہ ماہ کامل — لیکن خوش ہے نہین ذرا دل

بیکار ہے بے مزہ ہے بالکل — ہو جائے چراغ ماہ کا گل

جلدی یہ رات روز ہو جائے — سردی جتنی ہو سوز ہو جائے

بے یار یہ چاندنی ہے ظلمت — ہمکو اسکی نہین ضرورت

میری آنکھ سے جا کے اوسدن
میری پوشاک سڑک پہ ہوگی
اوسکے چہرے پہ نور مہتاب
افسوس امیری نظر نہ پہونچے
تجھسے مہتاب بدگمان ہون
تو بھی دشمن ہے عاشقون کا
شبکو چھپ چھپ کے ملنے والی
ہوتی ہے آڑ کی ضرورت
تیری وہ روشنی بلا ہے
عاشق معشوق جب بہم ہون
جب تک باتین ہون تو نہ چمکے
الفت بدنام ہو نہ جائے
نور مہتاب بے خطا ہے
دامن قدرت کا گرد سے پاک
شمع قدرت کے دو ہین پرتو
پہلی ہے گرم دوسری سرد
گر دھوپ نہ گرم ہو تو غلہ
بیکار یہ چاندنی نہین ہے

عالم تم چاندنی کا دیکھو
دلسے مشتاق چاندنی کی
جیسے ہیرے پہ خوب ہو آب
لیکن مہتاب رخ پہ چمکے
بیشک تیرا عدو ہے جانِ من
کرتا ہے راز اون کا افشا
شاکی ہوتے ہین ہمسے تیرے
شاید پہچانی جائے صورت
اونکو ہر شخص پہچانتا ہے
اونپر تیرے نہ کچھ ستم ہون
اونکے چہرون پہ تو نہ دمکے
عاشق ناکام ہو نہ جائے
عشق مخفی کی یہ سزا ہے
پڑتی ہے چاندنی کہین خاک
دیکھو تم دھوپ چاندنی کو
اسنے اپنے اثر نہین ہین فرد
کھیتون مین ہر کبھی نہ پکتے
بیکار رہا ایک قدرتی شے

سمجھو قدرت کے ہین یہ اسرار
لیکن اسکو ہے عقل درکار

انسان کا دل

خاتم انگشت قدرت مین ذرا چمکا دیا
ہے بہت سچا درخشان وہ نگینہ کون سا

منتخب بیداغ موتی تاج فطرت کا نگین
کون ہے وہ جسکے آگے ہیچ تصنع شرمگین

ہے نہایت ہی وہ حیرت زا عجائب روزگار
جسکو کہتے ہین دل انسان نہایت بیقرار

واسطے کرتے ہین جسکو گرم وہ دل ہے یہی
جسکی بیتابی سنی ہوگی وہ بسمل ہے یہی

جب جوانی تھی مری تھا ذرہ ذرہ پر شباب
آپ ہی تھا خاک ہی تھا پر انا نہ حرا

تو سمجھتا تھا کہ جوانی کا بہت کچھ تھا غرور
بادۂ نخوت کا رہتا تھا مجھے ہر دم سرور

مین سمجھتا تھا کہ میری انگلیون کی حکم سے
بے تامل سب چلا کرتے ہین جتنے ہین یہ شمس

یہ سپہر لاجوردی یہ قمر یہ آفتاب
اختر تابان کہ ہو سکتا نہین جنکا حساب

شان و شوکت پر ضیا پر گر انھین کچھ ناز ہے
یہ سمجھ لین ہے دل انسان کا ممتاز ہے

ہے مانا آسمان دنیا پہ ہے سایہ فگن
اور کھلا ہے اختر تابان کا اسمین چمن

سب ہی لیکن دل انسان نہین کچھ اونسے کم
کچھ نہین پروا اگر رہتا ہے اسمین رنج و غم

ہین رواں ارمان دل مین جیسے فوارے تمام
گا رہے ہین راگ کیا کیا آگیا ہے وقت شام

چھوٹے چھوٹے چشمے ہی اب ہین جو سور دان
ساتھ اونکی مختلف رنگون کی ہین پیروان

ہے پریشان اور افسردہ بہت عہد خزان
اپنے بالین قمر ہے ہر طرف پرتو فشان

زرد ہین گل گلشن ایجاد مین حد سے زیاد
چاندنی کرتی ہے دیکھو آج اونسے خیر باد

قابل بابو اوسی روشنے (مرحوم) ہارٹ آف مین (دل انسان) کی سرخی سے ایک بیش بہا نظم دی ہرمن آف ریویو" مین شایع کرائی تھی - اسکو نجسہ کلکتہ نیشنل میگزین نے نقل کرکے شایع کیا تھا خاکسار نے اوسکا میٹریکل ورشن یا اوس نظم کا نظم مین ترجمہ کرکے معزز اخبار ہندیہ نمبر ۵ جلد مطبوعہ یکم فروری ۱۸۹۱ء مین شایع کرایا اب اوسکو مین اس مجموعہ مین شامل کرتا ہون یہ پہلا ترجمہ ہے

خامشی کی ہی حکومت سب کے کہتی ہی وہ آج — مٹ گیا جب سے ارم کرتی ہو نہین دنیا مین راج

گو ہی سبقت مجھسے لیجا ئین کبھی ممکن نہین — جتنے ہین اقسام خاموشی کرین دل نشین

ہے کسی ہندی مین کوئی ہی کسیکو کوئی فکر — ہین کہین کچھ اور باتین ہی کہین کچھ اور ذکر

ہی دل انسان ہر پہلو مین اک تسکین کے ساتھ
خانہ پہلو مین بیٹھا ہی عجب تمکین کے ساتھ

ستارون کی روشنی

رات آئی مگر بہ دیر آئی — ظلمت شب ہر اک طرف چھائی

چپکے چپکے یہ چاند چھوٹا سا — آڑ مین آسمان کے ڈوبا

بے ضیا ہو گئے ہین ارض و سما — حجلۂ مغربی مین ماہ چھپا

اب کوئی روشنی نہین باقی — ہان ستارون کی روشنی ٹھنڈی

جو کہ پہلا ستارا رات کا ہے — جسنے مریخ سرخ کو سونپا

کیا یہ مریخ چرخ الفت کا — ہے کوئی سرخ سرخ ستارا

یا کہ اوس رات کا ہی یہ اختر — جسمین دیکھے تھے خواب خوش اکثر

یہ نہین اور کچھ ہے اسکے سوا — چرخ ہے ایک نیلگون خیما

اوسمین بیٹھا ہی اک دلیر جوان — اوسکا ہتھیار ہے یہ نور افشان

جسکے رخ پر وہ ستارۂ احمر — یون چمکتا ہے جسطرح سے سپر

نظر آتا ہے جب وہ پیارا — دل کا ہوتا ہے اور ہی نقشا

اسے درخشان ستارۂ احمر — ابتو چشمک زنی نکر مجھ پر

مندرجہ بالا سرخی سے ایک نظم منٹل میگزین مین میری نظر پڑی مجھے اسکا بدل یا اخلاقی نتیجہ زادہ سکے ترجمہ کیطرف
مائل کیا حالانکہ [illegible]

زور تجھکو خدا نے بخشا ہے
ہم ضعیفون پہ مسکراتا ہے

دیکھ پھر دیکھ تو وہی ہون مین
ایک مضبوط آدمی ہون مین

ہے اگر دل مین روشنی کچھ بھی
تو ستارون کی روشنی ٹھنڈی

اپنی دھن کا ہی پورا یہ سیار
ہے یہ خاموش مستقل خوددار

اک نئے رنگ کا ستارا ہے
میرے سینے سے یہ نکلتا ہے

جتنی سینے مین ہین تمنائین
اور آتی ہون جسقدر آئین

سب کو اک روز نستی ٹلنا ہے
ہر تمنا حباب دریا ہے

ہاتھ سے دو کبھی نہ استقلال
زور ہمت کو ہو کہین نہ زوال

ہے فنا ایک روز دنیا کو
نکرو اس سے خوف تم نہ ڈرو

اف نہ کرنا کسی مصیبت مین
ہو تغیر کبھی نہ حالت مین

دوشیزگی

کنوار پن بھی عجب سادگی کا عالم ہے
یہ سچ ہے کیجیے تعریف جسقدر کم ہے

بہت عروج پہ مہر جمال ہوتا ہے
مگر حسین کو نہین کچھ خیال ہوتا ہے

اس نظم کے متعلق اودھ پنچ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۳ء مین یہ ریمارک شائع ہوا ہے "ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ نظم ۸ ستمبر ۲۳ء کے پرچے مین شائع ہوئی تھی اسکی نسبت ایک صاحب سید محمد احمد رضوی اپنے خیالات اسطرح ظاہر کرتے ہین "یہ نظم مسٹر بچل ورسشن ہے میڈن ہڈ کی - اسکو مترجم نے اسٹوڈنٹ میگزین سے لیا ہے - حضرت بعض شعر کا ترجمہ بکم و کاست نظم ہو گیا ہے بامحاورہ نثر مین اس پوئٹری کا ترجمہ دشوار تھا کہ نظم مین جسکی بندش بہت پیاری ہو مین مترجم صاحب کو انکی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہون اور انگریزی خوان دوستونکو یہ ناچیز صلاح

د اگر او ... ک الشا ... ر ... کانہ ۱۹ ... ہے تو ۳۱ ... رنگ ... شو لکھا کرین جو ... سے زیادہ اور

نہین دبانے سے دبتا کسیکا جوش شباب
مگر دباتا ہے اوسکو خیال شرم و حجاب

وہ دیکھئے!! ہی کھڑی اک کنواری مہ طلعت
ہی پیاری پیاری عجب بھولی بھولی وہ صورت

بہت دعاؤن کی تاثیر سے ہوئی پیدا
متاع شرم و حیا وہ حسین ماہ لقا

بری ہے حسن تکلف سے سادگی کا محل
کھلا ہے گلشن قدرت مین غنچہ بصورت گل

بدن سڈول اور اعضا کے جسم ہین موزون
بنا کے صنعت صانع بھی ہو گئی مفتون

ہین آنکھین بھوری اور اونمین حیا کا ہی مسکن
مژہ نے ڈالی ہی شرم و حجاب کی چلمن

اون آنکھون مین ہی سیاہی تو اسطرح کی ہے
فلک پہ جو کہ سر شام رونما ہوتی ہے

سنہرے بال کنواری کے سر سے بڑھکر
شعاع مہر درخشان ہین بال کے گھونگھر

ملے ہین چشمہ و دریا جہان کھڑی ہے وہان
وہ دیکھتی ہی عجب ہے نظر فریب سمان

نہین ہے صاف یہ چشمہ ہی عہد صغر سنی
نگاہ ہوتی ہے خیرہ - وہ روشنی اوسکی

وہ دیکھتی ہے تامل سے وسعت دریا
بچشم لطف کہ رہتا ہی کسطرح چشمہ

وہ دیکھ دیکھکے دریا کو سہمی جاتی ہی
نظر جو آتا ہے چشمہ تو مسکراتی ہی

نہین روان ہی وہ دریا شباب عورت ہے
بیان ہو نہین سکتی جو اوسکی حالت ہے

وہ جانتی ہی جوانی ہے جوش کا عالم
بہت سی خطری ہین اونمین بہت ہے رنج و الم

یہ سن ہی وہ کہ اونکو جوش ہوتا ہے
حسین کو اپنی ادا اونکا ہوش ہوتا ہی

فریب دیتے ہین جذبے بھی اور خواہش دل
کنوارپن کو بچاتا تو ہے بہت مشکل

بہت سے جال بہت سے فریب راہ مین ہین
بہت سے غار بہت سے نشیب راہ مین ہین

وہ دیکھو فکر دے پانون آتی ہی کیسی
وہ اوسکو ڈھائیگی دشمن ہے خانہ دل کی

ملک کے خیالات کو بہت بڑے فائدے کی امید ہی مترجم صاحب نے لفظی ترجمہ کیوقت کیون اوٹھائی - اوسکا سنس (مطلب) ہی کیون نہ موزون کر دیا - بہر حال مجھے اودھ پنچ پر رشک آتا ہے

نہین ثبات زمانیکو گذرا جاتا ہے
ابھی تھی صبح کہ نصف النہار آپہونچا
مگر کہو یہ کنواری سے ہو نہ وہ مغموم
کہو نہ ہاتھ سے دیوے وہ زمام استقلال
روان ہی دیکھو یہ چشمہ ہی سیر کے قابل
زمانہ دیکھکے چشمے کو کہہ رہا ہی یہہ
نہ اپنے سایہ سے بہڑکے حسین سنجیدہ
نہین ہی شکرا جو ڈرتی ہے فاختہ ہی وہ
ہے ایک شاخ نہین ہی یہ عہد صغر سنی
اور اوسپہ گاتے ہین بیٹھے طیور خوش الحان
ہے ایک شاخ نہین ہی زمانہ پیری
مگر ذرا بھی نہ اسکا خیال ہو دل کو
بہت حسین گل نیلوفر ہے ہاتھ مین لو
ہمیشہ دلمین رہے جوش نوجوانی کا
جو لب پہ آئے تبسم تو پاک ہو بالکل

مئی ہے آج تو کل ماہ جون آتا ہے
جو سہ پہر ہے تو پھر بعد اوسکی وقت مسا
خدانے اوسکو بنایا ہی بیگنہ معصوم
یہ درد و رنج و الم ہونگے سب کے سب پامال
نگہ مین آئی طراوت تو لطف ہو حاصل
کہ ایک اوسنے سا نچیر کا شعبدا ہے یہ
کہ خوفناک نہین کوئی چیز پوشیدہ
کرے حواس بجا ہوش باختہ ہے وہ
ہے ہنچ پہولن ہے دیکھو لدی ہوئی کیسی
کوئی پرانا کہلی ہے ابھی کیسکی زبان
جھکی ہوئی ہے ہے اور برف ہے ڈھکی
بڑھاپا آئے تو کیا کیون ملال ہو دلکو
عجیب مست ہی خوشبو ذرا اوسے سونگھو
یہی مزہ ہے یہی لطف زندگانی کا
ہنسی جو آئی کبھی وہ ہنسی ہو خندۂ گل

حیا سے شرم سے پاکیزگی سے کام رہے
حیا سے کام رہے اور جہاں مین نام رہے

نغمۂ عشق

سدوم کے ایک شاعر عرؔ نے ایک نظم کو سانگ کی سرخی سے تصنیف کی تھی اوس نظم کو انگلستان کے

ہائے یہ عشق کبھی درد سے خالی نہوا
آہ ہم سے کیا دل مرا ٹکڑے ٹکڑے
درد دکھ کس کون سنے کوئی نہین یار مرا
اسی صدمہ مین غش آتا ہی مرا جاتا ہون
عشق کے پاس سبھی جو تیر ستم کے موجود
ہان خبر دار رہو طائر آزاد مدام
ورنہ جس آگ بنے سلح ہوئے ہو محصور
دل سے امید و تمنا کو مٹائیگی یہ آگ
تھا خوش آئند بہار و نین کبھی مین آزاد
دام تزویر مین جس وقت سے مین آیا ہون
دل لگایا ہی نہین جسنے کسی سے اپنا
درد مندون پہ کبھی رحم نہ آئیگا اُسے
سرو مہر دنکی رکاوٹ کی اُسے کیا ہی خبر
ہے اگر برق محبت کی غضبناک نگاہ
خواب خوش روز نئی راتکو دیکھے اکثر
آرزو اور تمنا پہ اب آیا ہی زوال
وہ ترا زور اثر اور وہ میری الفت
عمر کی شمع کی ضو شمع شبستان جمال
میری محبوب حسین یہ تو بتا دو مجھکو

بدگمانی و مصیبت سے یہ دم ساز رہا
یہ شب و روز مرے تار ہوئے ہین اس سے
اور مونس ہی نہین درد و مصیبت کی سوا
ایک لمحہ بھی کہین چین نہین پاتا ہون
ہائے افسوس وہی تیر ہین اب سر الودہ
عشق نے گردش مین کے کھینچا یا ہی دام
دل ہمارا سے وہ جائے گی رہو اوس سے دور
دل مین اک اور نئی آگ لگائیگی یہ آگ
نوچ ڈرتا تھا نہ تھا راہ مین دام صیاد
[illegible] آتا ہے دل مین کہ پھسلا جاتا ہون
درد و الفت سے کبھی جو متاثر نہوا
درد کی ٹیس نہ دل مین فرا ہی جسکے
کیا [illegible] کسی مہوش کے جو تیر چھپے نظر
وہ تو کیا اونکی فرشتے بھی نہین ہین آگاہ
تو ہر اک خواب مین اپنا مجھے آیا ہی نظر
ہائی اس عشق نے دونون کو کیا ہی بدحال
موم سے اور گل افسردہ ہین ہم نسبت
آنکھ کیون بدلی ہی کیون منہ تمہارے ہین لال
نفرت اپنے جگر افگار و نسے کر سکتے ہو

متعلقہ صفحہ ۶۰ ہی چونکہ یہ نظم ہمارے شاعری سے لی جاتی تھی لہذا ہمنے اوسے اردو زبان مین لیا

چشمۂ فصل زمستان کی طرح دیدۂ تر
کون بدبخت ہے ایسا کہ شریک غم ہو
رحم کر مجھپہ ذرا طائر نغمہ پرداز
جس گھڑی کان مین آئیگا ترنم تیرا
منجمد خون جگر سوز ہے غم مین خاموش
آفتین سب یہ اوٹھائی ہین تری الفت مین
اور ترے دل نے اوٹھائی نہین تکلیف مگر
دل مفتوح مرا لوٹ رہا ہے دیکھو
ڈر نہین خوف نکر جان مری لے ظالم
موت اس موت سے بڑھکر تو نہین دے سکتا
عشق پر روز ولادت پہ بہت کی نفرین
قتل کرتا ہے مجھے عشق ہی قاتل جلاد
جان مجروح میری سینہ پر خون کہنہ
ہای مین دیر مین سمجھا کہ مسرت شادی

کس قدر جوش پہ ہین حد فزونسے بڑھکر
میرا ہمدرد و بنے اور میرا ہمدم ہو
کم نہین ہے کبھی اعجاز سے تیری آواز
جان پڑ جائیگی ہو جائیگا عاشق زندا
ہای مختل ہے دماغ اور نہین مجھکو ہوش
صبر کرتا ہون ہر اک رنج ہر اک کلفت مین
فتح کرتا ہے بڑے فخر سے میری دلبر
ٹوٹنے کی ہے یہ آواز سنو یا نہ سنو
کیا تامل ہے تجھے زہر مجھے دے ظالم
لیکے اکبار تو پھر جان نہین لے سکتا
ہای اس عشق کے پھندے مین پھنسی جان حزین
اور رشک کے غضب ہے یہ ادای بیداد
نفرت اپنے جگر افگار دلسے کر سکتے ہو
بیش خیمہ ہین مصیبت کی الم کی غم کی